رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

ظلمتیں کافور ہو جائینگی اک دن دیکھنا | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | ہیں بھی اک نورانی چہرے کے پرستاروں میں

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا (الہام مسیح موعود)

چندہ مقامی خریداروں سے ساڑھے چار روپے

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی تمام خط و کتابت بنام منیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

آخری زمانہ میں ایک رسول کا مبعوث ہونا ظاہر ہوتا ہے اور وہی مسیح موعود ہے (حقیقۃ الوحی ص ۶۵)

جلد ۳ | ۶ مئی سنہ ۱۹۱۶ | شنبہ | مطابق ۳ رجب سنہ ۱۳۳۴ھ | نمبر ۱۱۱

مدینۃ المسیح علیہ السلام

۱۔ حضرت فضل عمر کی طبیعت نسبتاً اچھی ہے۔

۲۔ مئی کو درس قرآن مجید دیا +

۲۔ چٹاگانگ سے ابھی علاؤ واپس نہیں آئے۔ ان کے متعلق میرے پاس کوئی ایسی چٹھی نہیں پہنچی۔ جسکی بنا پر میں ان کی تبلیغی کارروائی درج کر سکوں۔ ہاں اتنا سُنا۔ کہ چوہدری صاحب راستہ میں بیمار ہو گئے تھے اب اچھے ہیں +

۳۔ امرتسر سے ڈاکٹر عباد اللہ صاحب کے ساتھ حافظ فیروز الدین صاحب اپنے لڑکے کو مدرسہ میں داخل کرانے کے واسطے قادیان میں تشریف لائے + جھنگ سے منشی غلام نبی صاحب ہیڈ کنسٹبل۔ لاہور سے حکیم محمد حسین صاحب قریشی +

اخبار احمدیہ

حضرت فضل عمر کی دُعاؤں کا اثر

اخی المکرم سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سوداگر سکندر آباد۔ دکن (جنکو جلسہ کے ایام میں اکثر احباب نے میز پر اپنے کانوں میں آلہ سماعت لگائے بیٹھے دیکھا ہوگا اور جنکو بہت اونچا سننے کی شکایت تھی) تحریر فرماتے ہیں۔ یہ خاکسار حضور کی خدمت میں یہ خبر پہنچاتے ہوئے فرحت حاصل کرتا ہے کہ اب میرے کان خدا تعالیٰ کے فضل سے بغیر آلہ شنوائی کے بخوبی سُن سکتے ہیں یہ حضور کی پُر اثر دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی شکر ہے جس نے نہ صرف مجھے اندھیرے سے روز روشن میں نکالا ہے بلکہ مجھے ایسا روحانی لیڈر عطا فرمایا ہے جو مسیح موعودؑ (کہ دوسرا رحمۃ للعالمین ہے) کا موعود بیٹا ہے وہ اپنے غلاموں کی جسمانی و روحانی بیماریوں کا ایسا خیال رکھتا ہے کہ کوئی شخص اسکے ان احسانات کا شکریہ بجز ان الفاظ کے ادا نہیں کر سکتا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرے۔ یا الٰہی اپنی خاص الخاص رحمتیں اُسپر اور اُسکے گھرانے پر نازل فرما +

ماریشس میں انگریزی ترجمۃ القرآن کیلئے چندہ

مولوی حافظ صوفی غلام محمد صاحب ماریشس سے تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ میں نے چاہا یہاں کی جماعت بھی ترجمۃ القرآن کے کار خیر میں حصہ لے چنانچہ میں نے چندے کی تحریک کی۔ خدا کے فضل سے دو سو روپیہ یہاں کی جماعت نے باہر دوسرے ممالک میں قرآن شریف کی اشاعت کیلئے دیا ہے بہت سا وصول ہو چکا ہے (تھوڑا سا باقی ہے) جماعت احمدیہ ماریشس کی یہ پہلی امداد قابل تعریف ہے اور امید ہے کہ آیندہ بھی وہ اس سے بڑھ بڑھ کر کار خیر میں حصہ لیا کریگی۔ ہمارے پاس چندہ دینے والے احباب کے نام پہنچ گئے ہیں۔ فہرست مکمل ہونے پر کسی دوسرے وقت میں ہدیہ ناظرین کرینگے +

۳ مئی کا پرچہ مشین مین کے بیمار ہو جانے اور دوسرا مشین مین نہ

(باہتمام شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا)

مباحثہ امرتسر کی مختصر روئداد

جو بذریعہ نامہ نگار موصول ہوئی ہے مناظرہ تحریری ہوا ہے منابیح کو فریقین ۲۹ رتاریخ کو وقت مقررہ پر مباحثہ شروع ہو گیا شرائط منظور کردہ فریقین کے موافق گفتگو شروع ہوئی وفات مسیح پر انجمن احمدیہ امرتسر کی طرف سے جناب مولوی غلام رسول صاحب نے اور حیات مسیح پر مولوی ثناء اللہ صاحب نے انجمن حفظ المسلمین امرتسر کی طرف سے ایک ہی وقت میں پرچے لکھنے شروع کئے چالیس منٹ میں پرچے لکھے جاتے تھے۔ مولوی غلام رسول صاحب نے وفات مسیح کے متعلق آیت انی متوفیک اور فلما توفیتنی اور کانا یاکلون الطعام اور ما جعلناہم جسدا لا یاکلون الطعام اور ما محمد الا رسول سے استدلال کیا۔ مولوی ثناء اللہ نے اپنے پرچے میں براہین احمدیہ کا حوالہ درباره نزول مسیح پیش کیا اور فصل الخطاب سے حضرت خلیفۃ المسیح اول کا ترجمہ آیت ان من اہل الکتاب کا پیش کیا۔ اور اس کے علاوہ یہ تحریر کیا۔ کہ نصاریٰ اور یہود کا اتفاق ہے کہ مسیح طبعی موت سے نہیں مرے اور غیر طبعی موت کا جو اعتقاد اہل کتاب کا ہے۔ اس کی قرآن نے ما قتلوہ وما صلبوہ سے تردید کر دی ہے۔ اور طبعی موت کے اہل کتاب قائل نہ تھے۔ اس کے علاوہ سب سے آخری پرچہ میں مولوی ثناء اللہ نے ایک حدیث پیش کی جس میں نزول مسیح اور اس کے مقبرہ نبوی میں دفن ہونے کا ذکر ہے ؛

مولوی ثناء اللہ نے آیات پیش کردہ مولوی غلام رسول صاحب کا در اصل کوئی جواب نہ دیا۔ تین تین پرچے فریقین کی طرف سے ہوئے۔ اور بحث اس کے ساتھ ختم ہو گئی۔ دوسرے دن ۳۰ اپریل ۱۹۱۶ء کو پھر فریقین مکان مباحثہ میں اکٹھے ہوئے اور وقت مقررہ پر پرچے لکھنے شروع کئے گئے۔ مولوی ثناء اللہ نے تردید صداقت مسیح موعود پر اور مولوی غلام رسول صاحب نے صداقت دعویٰ مسیح موعود پر ؛

مولوی غلام رسول صاحب نے اپنے پرچہ میں چار آیات مندرجہ ذیل پیش کیں۔ ما کنا معذبین۔ من اظلم ممن افتریٰ علی اللہ۔ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا۔ کتب اللہ لاغلبن پہلی آیت کی تفصیل میں ذلازل۔ طاعون وغیرہ کا ذکر تھا۔ دوسری آیت سے حضرت مسیح موعود کی کامیابی پر استدلال تھا۔ تیسری آیت سے تحدی اور یہ کہ اعجاز احمدی کا جواب مولوی ثناء اللہ سے نہیں دیا جا سکا ؛

مولوی ثناء اللہ نے جو پرچہ لکھا۔ اس میں اس نے لکھا کہ مرزا صاحب کا دعویٰ مستقل بطور خود نہیں۔ بلکہ فرع ہے نبوت محمدیہ اور احکام محمدیہ کی۔ وہاں مسیح موعود کی بابت لکھا ہے۔ کہ وہ ۴۵ سال تک دنیا میں رہیگا۔ مگر مرزا صاحب بعد دعویٰ مسیحیت موعود ۴۵ سال زندہ نہیں رہے اور دفن مقبرہ نہیں ہوئے۔ لتن ھینن السحنا والبغضا والی حدیث پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہادۃ القرآن کے ساتھ شائع شدہ ضمیمہ کی ایک تحریر پڑھی جس میں مریدین کے اخلاق کی نسبت شکایت لکھی ہے اس کے بعد فریقین نے جواب لکھنے شروع کئے۔ ثناء اللہ نے پہلے تو یہ کہا کہ جس قدر آیات مرزا صاحب کی تائید میں پیش کی گئی ہیں۔ ان میں مرزا صاحب کا نام نہیں ہے۔ بلکہ عام اصول کے طور پر ہیں۔ تاہم میں انکے متعلق کچھ بتا دیتا ہوں آیت انہ لا یفلح الظالمون کی نسبت کہا۔ کہ چیلے۔ اور مرید تو دیانند کے بھی تھے۔ تعداد کوئی کامیابی کی دلیل نہیں۔ اور کتب اللہ لاغلبن کے متعلق یہ کہا۔ کہ غلبہ مرزا صاحب کو نہیں ہوا۔ کیونکہ ان کے دشمن عبد الحکیم۔ عبد الحق اور میں زندہ ہوں تحدی والی آیت کا جواب یہ دیا۔ کہ اعجاز احمدی میں غلطیاں ہیں اور ما کنا معذبین کا یہ جواب دیا۔ کہ یہ نبوت محمدیہ کے لئے ہے۔ نہ کہ نبوت مرزا صاحب کے مولوی غلام رسول صاحب نے ایک دلیل یہ بھی پیش کی تھی۔ کہ تفسیر ثنائی کے مقدمہ میں لکھا ہے۔ کہ مفتری کو مہلت نہیں ملتی۔ اور وہ قتل کر دیا جاتا ہے۔ مولوی ثناء اللہ نے اس کا یہ جواب دیا۔ کہ مرزا صاحب نے کھلکر نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ بلکہ ہمیشہ اپنے آپ کو خادم محمد اور غلام محمد کہتے رہے اور من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب لکھتے رہے۔

مولوی غلام رسول صاحب نے ثناء اللہ کے پہلے پرچہ کے جواب میں یہ لکھا۔ کہ ۴۵ سال تک مرزا صاحب اس طرح زندہ رہے ہیں۔ کہ آپ پر بعد الہام اتنا زمانہ گذرا اور شحنا اور بغضا کا یہ جواب دیا۔ کہ کل دنیا سے ان کا اٹھ جانا مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس گروہ کی نسبت ہے۔ جو مسیح موعود کو مانیگا۔ شہادۃ القرآن کی تحریر کے متعلق کہا گیا کہ حضرت صاحب نے ساتھ ہی خود لکھ دیا ہے۔ کہ یہ تحریر اپنی عزیز جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہے۔ دوسرے یہ سنہ ۹۳ء یعنی ابتدا دعویٰ کی بات ہے۔ پیچھے سے حضرت صاحب نے اپنی تحریر میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ ۲۰ ہزار سے زیادہ ایسے آدمی اب بھی ہیں جن پر خدا کی خاص رحمت ہے۔ چوتھا یہ جواب دیا۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے عبد الحکیم کے نام جو خط لکھا ہے۔ اس میں لکھ دیا کہ میری جماعت میں لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔ جو صحابہ کا نمونہ ہیں اس کے علاوہ شحنا اور بغضا کے جواب میں القینا بینہم العداوۃ وغیرہ بھی پیش کیں ؛

ثناء اللہ نے اپنے دوسرے پرچہ میں احمد بیگ کی پیشگوئی اور اشتہار آخری فیصلہ کو بھی پیش کیا تھا۔ مولوی غلام رسول صاحب نے احمد بیگ والی پیشگوئی کا یہ جواب دیا۔ کہ بوجہ توبہ تائب کے ٹل گئی۔ اور انہوں نے حضرت صاحب سے دعا کی بھی التجا کی۔ اور آخری فیصلہ کا یہ جواب دیا۔ کہ اس کو تم نے خود منظور نہیں کیا تھا ؛

یہاں تک فریقین کے دو دو پرچے ختم ہو گئے اس کے بعد تیسرا پرچہ لکھا جانا شروع ہوا۔ جو آخری پرچہ تھا۔ ثناء اللہ نے اپنے تیسرے پرچہ میں پھر مکث خمسہ واربعین سنۃ و یدفن معی فی قبری پر زور دیا۔ اور آخری فیصلہ کے اشتہار کو پیش کیا۔ مولوی غلام رسول صاحب نے انہ لا یفلح الظالمون پر جو اعتراض تھا اس کا یہ جواب دیا۔ کہ دیانند وغیرہ کا کوئی الہام نہ تھا۔ کہ اس الہام کے بعد کامیابی ہوتی۔ اور نہ انہوں نے الہام پانے کا دعویٰ کیا۔ باوجود نبوت کا دعویٰ کرنے کے حضرت مسیح موعود کے زندہ رہنے کے متعلق جو اس نے عذر کیا تھا۔ اس کا یہ جواب دیا گیا۔ کہ آیت میں ایسی کوئی شرط نہیں ہے۔ دوسرے بوجہ ہتک نبوت محمدیہ کے مرزا صاحب کو جلد ہلاک ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ نہیں ہوئے۔ یہاں یہ بحث ختم ہو گئی ؛

ہر پرچہ دونوں روز ۴۰۔ ۴۰ منٹ میں لکھا جاتا تھا۔ اور ۱۰۔ ۱۰ منٹ سنانے کے واسطے تھے۔ پہلے روز حیات مسیح کا پرچہ مولوی ثناء اللہ نے اٹھکر سنایا۔ اس کے بعد مولوی غلام رسول صاحب نے دوسرا پرچہ پڑھا۔ پھر مولوی ثناء اللہ نے اور پھر مولوی غلام رسول صاحب نے اور علیٰ ہذا تیسرا پرچہ بھی آخر میں مولوی غلام رسول صاحب نے سنایا ؛

دوسرے روز پہلے مولوی غلام رسول صاحب نے اپنا پرچہ

الفضل
بسم اللہ الرحمن الرحیم
قادیان دارالامان - ۲- مئی ۱۹۱۶ء

احیائے زبانِ فارسی

ایک زمانہ میں فارسی زبان علمی دنیا کے آسمان پر شہرت کا ستارہ بنکر چمک چکی ہے۔ اور اپنی محبوبیت کی وجہ سے علم دوست اصحاب کے علاوہ عوام میں بھی بنظر مقبول رہی ہے لیکن اب اعتدار زمانہ کہیئے یا انقلاب دہر قرار دیجئے۔ لوگوں کی نظروں سے کچھ ایسی گر گئی ہے کہ گویا ایک لغو اور فضول چیز ہے جس کا نکال باہر پھینکنا ضروری ہوگیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ زمانہ کی رو انہی باتوں کے سیکھنے کی طرف لوگوں کو بہائے لے جا رہی ہے۔ جن سے انہیں دنیاوی زندگی میں نفع حاصل ہونے کی امید ہو سکتی ہے لیکن ایک دُور اندیش اور عاقبت بین قوم کی شان سے بالکل بعید ہے کہ وہ ایک ایسی زبان کو ترک کر دے۔ جسمیں نہایت قیمتی علمی خزانہ مدفون ہے۔ اور جو دنیا کے ایک خاص علاقہ میں بولی جاتی ہے۔ اسوقت میرا روئے سخن ان لوگوں کی طرف نہیں۔ جو اپنے دنیاوی مفاد کے لئے کسی علم کا پڑھنا اپنا نصب العین سمجھتے ہیں۔ اور نہ ہی انکی طرف ہے جو قومی تعصب کی وجہ سے کسی زبان کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتے ہیں۔ بلکہ ایک ایسی جماعت کی طرف ہے۔ جس کا کام اس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے۔ اور جسکے ذمہ تمام دنیا کے بسنے والوں کو راہ راست دکھانا ہے۔ ایسی جماعت میں سے اگر فارسی زبان جو ایک علمی زبان کہلا چکی ہے۔ اور اب بھی مسلمان کہلانے والوں کی زبان ہے۔ معدوم ہو جائے تو نہایت افسوس اور رنج کا مقام ہوگا۔ اس لئے نہیں کہ یہ ایک لطیف اور مزیدار زبان ہے۔ اور ایک زمانہ میں اسلامی زبان ہونے کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ وہ لوگ جو اس کے بولنے والے ہیں۔ انکو بھی خدا کے اس عظیم الشان نبی اور برگزیدہ ولی سے آگاہ کرنا جو اس زمانہ میں دنیا کی نجات اور ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اس قوم کا فرض ہے۔ اور یہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ فارسی زبان سیکھ کر اس میں گفتگو کا ملکہ نہ پیدا کیا جائے۔ لیکن اگر یہی حالات رہے۔ جو اسوقت نظر آ رہے ہیں تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک زمانہ آئے گا۔ جبکہ احمدی قوم میں فارسی زبان نہ ہونے کے برابر ہو جائیگی۔ اسوقت ہمارے دو مرکزی دار العلوم۔ ایک مدرسہ احمدیہ اور دوسرا ہائی سکول ملن دونوں میں فارسی کے پڑھانے کا کوئی انتظام نہیں ہے اگر ہائی سکول میں اس کا انتظام ہونا مشکل ہو (حالانکہ مشکل نہیں) تو کم از کم مدرسہ احمدیہ میں تو ضرور پڑھائی جانی چاہیئے۔ کیا اگر خدانخواستہ احمدیہ قوم کی آیندہ نسلوں میں فارسی جاننے والے نہ ہوئے تو یہ افسوس کا مقام نہ ہوگا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حقایق اور معارف سے پُر فارسی نظموں اور کتابوں سے کوئی مستفیض نہ ہو سکیگا۔ یہ تو میرا ایمان ہے کہ وہ خدا جس نے اپنے پیارے مسیح کے پیارے منہ اور پاک قلم سے ان کو نکلوایا ہے۔ وہ ان سے مستفیض ہونے کے ذرائع بھی ضرور پیدا کر دے گا۔ مگر نظر باسباب ظاہر اس طرف سے بے فکر بھی نہیں ہوا جا سکتا۔ اسلئے ضروری ہے۔ کہ فارسی کے پڑھنے پڑھانے کی طرف توجہ کی جائے۔ خدا کے فضل سے اسوقت ہماری جماعت میں ایسے اصحاب موجود ہیں۔ جو اس زبان میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔ اور بہت عمدہ طور پر پڑھا سکتے ہیں ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر مدرسوں میں اس کا انتظام کیا جانا مشکل ہو۔ تو کسی اور طریق سے اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ میرے علم میں یہاں ایسے اشخاص موجود ہیں۔ جن کے لئے اگر کوئی باقاعدہ انتظام ہو جائے۔ تو وہ پرائیویٹ طور پر فارسی پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اپنا کچھ وقت اس کے سیکھنے میں لگا سکتے ہیں۔

اس وقت تک خدا کی مصلحت اور منشاء کے ماتحت ہماری جماعت کو یہ موقع پیش نہیں آیا کہ کسی علاقہ میں کوئی فارسی دان مبلغ بھیجے یا فارسی میں لیکچر کرائے لیکن حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا زمانہ جو خاص فتوحات اور تبلیغ کو وسعت دینے کا زمانہ ہے بڑے زور سے اس طرف متوجہ کر رہا ہے کہ ایسے اشخاص پیدا کیئے جائیں کہ جو فارسی میں لیکچر دے سکیں۔ اور حضرت مسیح موعود کو ان لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں جو صرف یہی زبان جانتے ہیں۔ اسلئے ہماری جماعت کے ذمہ وار اصحاب کو اسطرف توجہ کرنی چاہیئے۔ ہماری جماعت کے سپرد خدا تعالیٰ نے وہ مقدس اور متبرک فرض کیا ہے جو اسبات کا متقاضی ہے کہ فارسی زبان کو حاصل کیا جائے۔ تا ان لوگوں کو جن کی یہ زبان ہے۔ خدا تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شناخت کرائی جائے۔ فارسی زبان کے حاصل کرنے کے لئے یہ ایک اتنی بڑی ضرورت ہے۔ جسکے ہوتے ہوئے کسی اور ضرورت کے بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی وہ مخلوق بھی جسکی زبان فارسی ہے۔ اسبات کا حق رکھتی ہے۔ کہ اسکو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم دی جائے۔ لیکن اس زبان کے سیکھنے کی اہمیت اسوقت اور بھی بہت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے اس زبان میں کتابیں شائع فرمائیں۔ اور اردو سے زیادہ نظمیں بھی ہیں۔ جن کے سمجھنے اور سمجھانے کے لئے اس زبان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ حضور کے فارسی اشعار کا ایک ایک لفظ اپنے اندر وہ معارف رکھتا ہے کہ سمجھنے والے وجد میں آ جاتے ہیں۔ اور ایسا مؤثر ہے کہ خدا کے برگزیدہ کی شان کو دل پر نقش کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی وقت اس زبان کے نہ جاننے کی وجہ سے ان سے کوئی مستفیض نہ ہو سکا تو کتنے رنج اور افسوس کا مقام ہوگا۔ پس ہمارا فرض ہے کہ فارسی زبان کو زندہ رکھنے کی سعی کریں۔

میں نے نہایت مختصر الفاظ میں فارسی زبان کی ضرورت اور اہمیت کو بیان کیا ہے۔ لیکن امید ہے کہ توجہ دلانے کے لئے کافی ہوگا۔ اور عملی طور پر کوئی تجویز فرما کر ایک بہت بڑی ضرورت کو پورا کیا جائے گا۔

لمعات

خواجہ شاہی مشن

خواجہ جب طواف البیت کر کے خانہ کعبہ سے پھرا - تو مکرم معظم مولانا محمد احسن صاحب فاضل امروہہ نے لکھا کہ آج وہ حدیث جس میں آنے والے مسیح کے ساتھ ایک طواف کرنیوالے کا ذکر ہے پوری ہوئی - مولانا چونکہ بے دلیل بات کرنا بہت ناپسند فرماتے ہیں - اس لئے آپ نے دش زبردست دلائل بھی اسبات کے متعلق حوالہ قلم معارف رقم فرمائے تھے - .. ..

مجھے تامّل تھا - مگر مجھے یہ اعتراف ہے کہ ان دلائل کا ردّ میں نہیں کر سکا تھا - اب جو میں دیکھتا ہوں کہ سطحی الارض میں خواجہ صاحب کا سب سے آگے قدم ہے - اور سلسلہ احمدیہ کے متعلق لوگوں کو غلط اطلاعیں بہم پہنچانے میں کمال ہے - تو ماننا پڑتا ہے کہ مولانا موصوف کا یہ خیال سرچشمہ ملکوت سے تھا - کیونکہ حضرت اقدس کی دُعا اللّٰھم ایدہ بروح القدس آپکے ساتھ ہے - پس حدیث کی پیشگوئی کے مورد کا مظہر اتم نہیں - تو بالکل کو ناسی نہیں قرار دیا جا سکتا ٭

خواجہ صاحب حضرو میں پہنچے - مسلمانوں کی موجودہ حالت اور سورہ الحمد کی تفسیر جو مسیح موعود کی تعلیم سے حاصل کی - لوگوں کو سنائی - اس کا اثر ہونا ضروری تھا - محمد ابراہیم خان صاحب خیرپور کی تفسیر یاد آتی ہے - بلکہ کچھ اور نکات بھی سجھاتی ہے - بعض لوگ خود تو ایک تجدید کا حکم رکھتے ہیں - مگر کرؔ خوار کے ماتحت انکو دلربا طرز ادا آتی ہے - زبان میں فصاحت ہوتی ہے وہ فقبضت قبضۃ من اثر الرسول کی ماتحت اپنے رسُول کی تعلیم کا کچھ حصہ لے لیتے ہیں پھر اُسے جہاں جاتے ہیں - پھیلاتے ہیں - لوگ لٹو ہو جاتے ہیں - پھر وہ اسی ضمن میں وہ باتیں بھی پیش کر دیتے ہیں - جو ان کے تسویل نفس کا نتیجہ ہیں - اس کا اثر بہت برا پڑتا ہے اور اس رسول کی تعلیم سے بعد ہوتا جاتا ہے - اور یہ مضمون صادق آتا ہے - قد فتنا قومک من بعدک واضلھم السامری - غالباً الہام یاتی علیک زمان مثل زمن موسیٰ میں اسی طرف اشارہ ہو قومی چندہ سے یتیم فنڈ ایک عجل تیار کیا گیا ہے - (ولکنا حملنا اوزاراً من زینۃ القوم فقذفنھا فکذٰلک القی السامری فاخرج لھم عجلا جسداً لہ خوار) اس عجل کی حقیقت ان پر واضح ہو سکتی ہے - جو الّا یرجع الیھم قولاً کے مفہوم پر نظر غائر کریں[1] - اور بصرت بما لم یبصروا سے دھوکہ میں نہ آویں - میری مراد یہ نہیں کہ خدانخواستہ میں خواجہ صاحب کو عجل بنا رہا ہوں میں کیا اور بنانے والا کون یونہی علی السبیل المثال ایک بات کی ہے کہ رسول کی غیبت کے بعد قوم میں گمراہی پھیل جاتی ہے - حضرت اقدس کی وحی نبوت ہے ایک موسیٰ ہے میں اسے ظاہر کروں گا - اللہ جل جلالہ وعم نوالہ کی رحمت سے بعید نہیں کہ وہ موسیٰ ظاہر ہو یا ظاہر ہو بھی چکا ہو - اور یہ آیت پڑھنے میں دُہرا مزا آئے - یٰقوم الم یعدکم ربکم وعداً حسنًا افطال علیکم العھد ام اردتم ان یحل علیکم غضب من ربکم فاخلفتم موعدی - حضرت خلیفہ اوّل کے حضور اس فتنہ کی ابتدا میں عرض کیا گیا تھا کہ آگ دبانے سے بیشک بجھ جاتی ہے مگر بعض اوقات اسکے شرارے رہ بھی جاتے ہیں - اور اگر کسی سرد مہر نے سرد پہاڑ پر اپنی نسبت یہ گواہی دی ہو (فاعتزلوا بنہم) کہ

آگ تھے ابتداء عشق میں ہم
ہو گئے راکھ انتہا رہے یہ

مگر تاہم غیر اغلب نہیں کہ اس راکھ میں کچھ چنگاریاں بھی ہوں تو فرمایا :- میں ڈرتا ہوں مرزا صاحب کو کیا جواب دوں گا - انی خشیت ان تقول فرقت بین بنی اسرائیل ولم ترقب قولی - آہ! اس محسن دردمند کی بات کا پاس نکیا گیا - اور مرکز سے فراق کرنے والوں نے تفرقہ ڈال ہی دیا - اور قول الرسول کا کچھ پاس نکیا - بہرحال دوسرے روز پھر ڈونڈی پٹوائی گئی - مگر ایک آدمی بھی نہ آیا - ناچار لیکچر کے ارمان دل ہی میں لئے ع

دل کی دل ہی میں رہی بات نہ ہو پائی

گنگناتے کیمپ پہنچے - وہاں لیکچر کے درمیان ہی لوگ بولتے رہے - کسی نے کہا کہ یہ آیت غلط پڑھی ہے کسی نے کہا کہ آیت کا ایک لفظ پڑھ کر کیوں چھوڑ دیتے ہو - ساری پڑھو کسی نے کہا کہ اگر فی الواقعہ تم حنفی المذہب مسلمان ہو تو آؤ ہمارے پیچھے نماز پڑھو - ایک منچلے نے تو کمال کر دیا - خواجہ کو سامنے بٹھا کر یہ غیرت سوز شعر پڑھا ؎

بہت ہوں گے خداحافظ بہاؤ میرزا پیدا
رہا گر ادعائے مہدئ آخر زمان باقی

سنتے ہیں اور بیٹھے مسکرا رہے ہیں ٭

پھر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف ایک ایسی بات منسوب کی - جو آپ نے نہیں فرمائی - تو مولوی الف دین صاحب پلیڈر کے صاحبزادے احمد نام (جو ۱۶ - ۱۷ سال عمر کا نہایت سعادتمند و مخلص نوجوان ہے) بڑی جرأت سے کھڑا ہو گیا اور اُس نے باواز بلند کہا کہ خواجہ صاحب مغالطہ دے رہے ہیں - انکی کتابوں میں اسکے خلاف دکھا سکتا ہوں - فبہت -

اسکے بعد خواجہ صاحب نے چاہا کہ فرداً فرداً اپنی رستی ڈالیں - حکیم محمد بخش صاحب سے کہا کہ وہ جب میں ولایت سے آیا - تو میاں صاحب (سیدنا فضل عمر) نے میرے قید کرانے کی کوشش کی - اور یہ کام شیخ یعقوب علی کے سپرد کیا گیا جسکے صلے میں پانسو روپیہ انعام بھی دیا - مگر مومن کو خدا تعالیٰ نے لاحول کا حربہ دیا ہوا ہے -"

اگر خواجہ صاحب نے یہی الفاظ کہے - اور انکو اس پر یقین ہے تو جیسے ہم کہتے ہیں کہ لعنت اللہ علی الکاذبین - ان میں اگر کچھ بھی جرات ہے - ہمت ہے - غیرت ہے - اپنے قول کا پاس ہے تو آئیں میدان میں اور لعنت اللہ علی الکاذبین کہدیں اور پھر خداوند تعالیٰ آپ فیصلہ کر دیگا - میں افسوس کرتا ہوں کہ خواجہ صاحب نے اس مقدس انسان پر ایک ناپاک الزام لگایا (ومن یرم بہ بریئاً - اور خدا کا خوف نکیا - ایسے رذیلانہ و سفیہانہ امُور سے میرے مطاع کا دامن پاک ہے - اور اللہ تعالیٰ اپنی وحی نبوت میں جو اس نے اپنے برگزیدہ نبی پر نازل فرمائی - مدتوں پہلے دیطھر کم تطھیرا فرما چکا ہے - ہاں خواجہ صاحب یہ بات قابل دریافت ہے کہ کیا وجہ ہے جسے آپ اپنا قبلہ بناتے ہیں جو آپ کا یا آپکے رفقاء کا ممدوح ہوتا ہے وہ گورنمنٹ کی نظر میں اس قابل ٹھہرتا ہے کہ نظر بند ہو یا صوبہ سے نکالا جائے - ظفر علیخان کو آپ نے ووکنگ میں امام بنایا - اسکی خاطر حضرت اقدس کے حکم (غیر احمدی کے

[1] ایسے لوگوں کا نشان یہ ہے کہ وہ ایک بات پڑھ لیتے ہیں - اور وہی ہر جگہ بیان کرتے ہیں - نئے نئے معارف و حقائق انہیں نہیں سوجھتے ٭

تیرے پیچھے نماز نہ پڑھو) کو بھی توڑ دیا۔ بہت گہرے تعلقات تھے آپکے پرچے میں اس وقت تک اسی کے اخبار کے اقتباس دئے جاتے ہیں جو سلسلہ اس نے یا اسکے جانشینوں نے اٹھایا علی العموم انکی تائید آپکے آرگن کی طرف سے ہوئی۔ سرکار دولتمدار نے انکی نظربندی اور اس کے پرچے کے لئے خاص تحفظ ضروری سمجھا۔ آزاد سبحانی بھی آپکے قبلہ تھے۔ مولانا شبلی مرحوم بھی قبلہ تھے۔ جن کی بعض نظمیں شائع کرنے کی اجازت نہیں۔ پھر آپکے پیغام کا واحد دیگانہ علامہ ابوالکلام بھی صوبہ بنگال میں قیام پذیر ہونے سے روکا گیا۔ اور اب رانچی (بہار) میں ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ کبوتر او کوے کا جوڑ کس مناسبت سے ہے۔ قسطنطنیہ پر نہیں مرتا ہے یا مارا جاتا ہے۔ اور چوٹ پیغام بلڈنگس کے ممبروں کے قلب پر لگتی ہے۔ یہ کیا معاملہ ہے۔ کب تک ہم تاویلیں کرتے رہینگے ۔

پیغام بلڈنگس میں ظلی وفات کا سوال

جوگی صاحب (جن کا مذہب تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر وہ خواجہ صاحب کے مداحوں سے ہیں) نے انجمن حمایت الاسلام کے جلسہ پر ایک نظم پڑھی جسمیں وفات مسیح کا ذکر تھا۔ اسپر اب پیسہ اخبار میں سلے دے ہو رہی ہے۔ کہ اسلامی عقائد کی ہتک کیگئی ہے وغیرہ ذالک ۔

میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب پیغام کو بھی اس بحث میں معلوم ہو جائیگا کہ جن کی خاطر ہیں ہاں ہیں کیا مسیح موعود کے مرکز کو انہوں نے چھوڑا ہے۔ وہ کس حد تک ان کے دوست ہیں۔ اور سلسلہ احمدیہ کے معتقدات سے کس قدر وہ انس رکھتے ہیں مگر مجھے خوف ہے کہیں وفات بھی ظلی یعنی بناوٹی نہ بن جائے۔ یعنی جیسے مسیح موعود کو ظلی نبی کہتے ہیں اور اس سے مراد لیتے ہیں کہ وہ نبی نام سے جسکے اندر حقیقت نبوت نہیں پائی جاتی اسی طرح غیر احمدیوں سے میل جول رکھنے کی خاطر اغلبا کہدینگے کہ ہمارا (پیغام والوں کا) عقیدہ یہی ہے جو مسیح بن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر بیٹھے ہیں۔ مگر چونکہ دو ہزار سال گزر گئے ہیں کہ وہ زمین پر موجود نہیں۔ اس لئے ہم ظلی طور پر انکو وفات یافتہ کہتے ہیں۔ ورنہ حقیقت میں وہ زندہ ہی ہیں۔ پچھلے دنوں سنا تھا کہ خواجہ صاحب کچھ نئی اعلان شائع کرنیوالے ہیں جس سے احمدی جماعت (یعنی ہم) میں ایک تزلزل پڑ جائیگا۔ اور کوئی ایسا خوفناک حربہ جسکے چلاتے ہی محمود اور اسکے شیدائیوں کا قلع قمع ہو جائیگا۔ غالباً وہ اسی قسم کا مضمون ہوگا

حیدرآبادی امداد

ہمنے الفضل میں لکھا تھا کہ خواجہ نے کہا ہے۔ والیان ریاست جو مجھے دیتے ہیں وہ میرا مال ہے۔ ووکنگ مشن کا حق نہیں۔ وہ میری ذات کے لئے ہے۔ اسپر پیغام کا اشہب بدلگام بہت سیخ پا ہوا ہے۔ کہتا ہے کہ ہاں حق ہے مگر خواجہ صاحب اپنی مرضی سے پھر دیدیتے ہیں بہت اچھا۔ دوسرے والیان ریاست کے متعلق تو میرا کوئی مطالبہ نہیں۔ البتہ یہ درخواست ضرور کروں گا کہ حیدرآباد سے جو امداد اب تک ملی ہے وہ شائع فرمائیں ہاں اور آیندہ اس میں کوئی اضافہ ہوا ہے تو بھی ضرور ظاہر کر دیا۔ اس سے ہمیں خواجہ صاحب کی فیاضی اور مالی ایثار کا علم ہو جائیگا اصل خدمت کا وقت تو اب ہی آیا ہے۔ پہلے تو اس حقیقی قربانی کو (جو اکثر بجائے سو کے ڈیڑھ سو ماہوار لینے کی صورت میں ظاہر ہوا کرتی ہے) کسی کے ہشت ہزاری جلیلہ سے مشتبہ کیا جاتا تھا۔ اور اب ایسا نہ ہو سکیگا۔ اور نہیں تو اتنا ہی لکھ دو کہ امداد ملتی ہے اور خواجہ صاحب اسے ووکنگ مشن پر خرچ کرتے ہیں

بنگال کی دلجوئی

یہ پیشگوئی اسقدر شان و شوکت سے پوری ہوئی کہ ایک دفعہ اسکے حلفیہ انکار پر پچیس روپے انعام تجویز ہوا تھا مگر ابوالوفا صاحب کو ہمت نہ پڑی کہ اسے وصول کرتے۔ لیکن آپ ہیں کہ اس سے انکار کئے جاتے ہیں۔ ہم نے پیسہ اخبار کو اس کے مسلمات کی بناء پر ملزم کیا تھا۔ اس نے لکھا کہ تقسیم بنگال کی منسوخی ناممکن سمجھی جاتی تھی۔ مگر آخر ہو گئی۔ ہمنے کہا۔ دوسرے الفاظ میں تم اقرار کر رہے ہو کہ حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اس پیشگوئی کو اہلحدیث الٹ کر توڑی کرتا ہے۔ کیونکہ اس نے ریویو جلد ۵ نمبر ۹ کی بناء پر لکھا ہے کہ مرزا صاحب اور اس کے حواریوں کی بھی یہی رائے تھی۔ جو دیگر ملکی مدبروں کی تھی کہ تقسیم مذکور منسوخ نہ ہوگی،، بہت اچھا صاحب ہمنے تسلیم کر لیا۔ کہ ایسا ہی تھا پھر ہوا کیا؟ وہی جو خدا نے فرمایا تھا کہ بنگالیوں کی دلجوئی ہوگی۔ انہونی بات جسے دوست دشمن ناممکن سمجھیں وہ ہو جائے یہی تو خدائی ہے اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت مرزا صاحب کے الہامات ان کے قیاسات کی بناء پر نہ تھے۔ بلکہ وہ ایک لیس کمثلہ شئی عالم الغیب کا کلام تھے۔ کیا کلام الہی میں تم یہ لفظ دکھا سکتے ہو کہ تقسیم بنگالہ منسوخ نہ ہوگی جو اب منسوخ ہونے پر یہ کہنے کے حقدار ہو کہ ملک معظم نے اگر پہلی تقسیم کو مسترد فرمانے سے پیشگوئی کی تکذیب ہو گئی ۔

دوسرا جواب

آپ تو اہلحدیث ہو کسی پیشگوئی کے الفاظ سمجھنے میں ملہم صادق کو غلطی اجتہادی ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں تو وہ صورت بھی نہیں تقسیم بنگال منسوخ تو ہوئی ہی نہیں اس میں ترمیم ہوئی اسطرح پر ریویو والی عبارت بھی درست رہے گی۔ اور ہم نے منسوخ کا لفظ تو پیسے کے مسلمات کی بناء پر لکھا تھا۔ اور پھر بالفاظ اخبار مذکور کا جملہ پڑھا کہ اس کی طرف اشارہ بھی کر دیا تھا۔ وہ بھی اس لئے کہ پہلی تجویز کا مسترد ہونا ایک طور پر تقسیم کا منسوخ ہونا تھا۔ گو دوسرے طور پر تقسیم ہونے سے ترمیم کا لفظ زیادہ درست ہے۔ بہرحال خدا کے الفاظ ”دلجوئی“ کے جو کچھ ہوا۔ اسپر صادق آتے ہیں ۔

اہلحدیث کے ایک فتویٰ پر نظر

ذکر تو خواجہ کا تھا مگر مضمون لکھتے لکھتے اہلحدیث آگیا۔ اور اسکی دو تحریروں پر نظر پڑ گئی۔ ہم وطنی ہمقومی اور کسی قدر ہم خیالی بلکہ ہمپیشگی کی وجہ سے شاید اکٹھا ذکر بے موقعہ بھی نہ ہو۔ اس لئے ایک فتوی پر بھی چلتی ہوئی نظر ڈالے دیتا ہوں۔ کوئی صاحب پوچھتے ہیں ایک عورت غیر احمدی ہے کیا اس کا ولی اس کا نکاح ایک احمدی سے کر سکتا ہے۔ مولوی فاضل ابوالوفاء صاحب اسپر فتوے دیتے ہیں کہ ”چونکہ مرزائی کا دین و مذہب پسند نہیں اس لئے اس سے نکاح نہ کرنا چاہیئے۔“

بہت اچھا جناب نہ کرنے دیجئے۔ مگر یہ تو فرمایئے کہ اس شخص کا دین جو موجودہ طریق زمانہ پر حنفی کہلاتا ہے۔ آپ کو پسند ہے اور کیا اس سے اہلحدیث لڑکی کا نکاح درست

ہو گیا۔ اور آیا ایسے نکاح فسخ کرنے کا آپ فتوے دیتے ہیں۔ بینوا و توجروا

قرآن مجید میں کوئی اختلاف نہیں نمبر ۴

ہم آریہ یعنی دیانندی مت والوں کو بہت کم مخاطب کرتے ہیں جس کی وجہ ان کا مذہب پر بجائے متانت کے استہزاء اور تمسخر سے اعتراض کرنا ہے۔ اور پھر نہ صرف دوسرے مذہب پر بلکہ اپنے مذہب پر بھی وہ استہزاء اور تمسخر معیوب نہیں سمجھتے۔ چنانچہ آریہ گزٹ ۲۷ اپریل میں ہمارے ان جوابات پر جو ہم نے اس کے اعتراضوں کے بارے میں دئے تھے۔ تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

"ابلیس علیہ الصلوٰۃ مردود بکھے گئے"

آریہ قوم ابلیس کے وجود کو مانتی ہو یا نہ مانتی ہو۔ علیہ الصلوٰۃ کو انہی معنوں میں جنمیں مسلمان اسے استعمال کرتے ہیں کرتی ہو یا نہ کرتی ہو۔ تاہم وہ ابلیس کے مقابل دنیا میں شریر۔ خبیث انسانوں کے وجود کی قائل ہے۔ اور علیہ الصلوٰۃ کے کلمے کی بجائے مہاتما اور رشی وغیرہ کلمات انکی زبان میں بزرگوں کی عزت کے لئے لگائے جاتے ہیں۔ اب ہمیں کوئی بتائے کہ کیا آریہ مہاشہ نے جو استہزاء "ابلیس علیہ الصلوٰۃ" لکھ کر کیا ہے۔ وہ اس کے اپنے مذہب پر بھی استہزاء ہے یا نہیں۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد چونکہ سلسلہ مضامین بحث شروع ہو چکا ہے۔ آریہ مہاشہ کے ان اعتراضوں کا جواب دیتا ہوں:۔

پہلا اعتراض خدا کا حکم فرشتوں ہی کے لئے تھا ابلیس کو حکم ہی نہیں دیا گیا تھا کہ تم سجدہ آدم کے لئے کرو۔

جواب (۱) فرشتے جنوں کی نسبت اعلیٰ ہستیاں ہیں جب ان کو حکم ہوا۔ تو ان سے نیچے کی سب ہستیاں اس حکم میں شامل ہیں۔ دیکھو بادشاہ کے احکام ہمیشہ حکام یا رؤسائے اعلیٰ کے نام صادر ہوتے ہیں پھر رعیت خود بخود اس حکم کی تحت میں آجاتی ہے۔

(۲) مہاشہ صاحب ابلیس کی وکالت کیوں کرتے ہیں کہ اسے حکم نہیں ہوا تھا۔ ابلیس ما منعک الا تسجد اذ امرتک کے جواب میں یہ نہیں کہتا کہ تو نے مجھے کب حکم دیا۔ بلکہ وہ سجدہ نہ کرنے کا عذر خلقتنی من نار و خلقتہ من طین کہہ کر پیش کرتا ہے۔ اذ امرتک (جب میں نے تجھے حکم دیا) سے صاف ظاہر ہے کہ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم دیا گیا تھا۔

دوسرا اعتراض ففسقوا سے صاف ظاہر ہے کہ حکم پہلے ہے۔ اور حکم سے پہلے ارادے کا ہونا ضروری ہے۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ خدا کا ارادہ ہی ہلاک کرنے کا ہے۔

جواب (۱) اس میں کوئی شک نہیں کہ ارادہ حکم سے پہلے ہے۔ لیکن ارادہ علم کے ماتحت ہے۔ اور علم معلوم پر مبنی ہے۔ اور معلوم وہ ہے جو دنیا میں ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ اسی لئے دوسری جگہ فرمایا۔ ماکنا مھلکی القریٰ الا و اھلھا ظالمون۔ نہیں ہم ہلاک کرتے کسی بستی کو بجز اس صورت کے کہ اسکے رہنے والے ظالم ہوں یعنی ہم کسی بستی کو ہلاک کرنے کا ارادہ اس وقت کرتے ہیں۔ جب کہ اس بستی والے ظلم کے مرتکب ہو چکے ہیں۔ ان کا ظالم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس معلوم پر مبنی خدا کا علم ہوتا ہے اور علم پر ارادہ قائم ہو کر ہلاکت ہوتی ہے۔ لہٰذا آریہ مہاشہ کا اعتراض اس آیت کے ہوتے ہوئے صحیح نہیں۔

(۲) اس ہلاکت کی وجہ ففسقوا میں بتادی یعنی حکم عدولی۔ جو ان مالدار لوگوں کا اپنا فعل ہے۔ اس میں وہ مجبور نہیں اپنے اختیار سے ایسا کرتے ہیں۔ اللہ نے تو ان پر رحم کیا کہ انہیں نبی کے ذریعہ حکم بھیجا۔ جس پر چلکر وہ سکھ پاتے۔ مگر وہ سرکشی کرتے ہیں تو اسکی سزا پاتے ہیں۔

(۳) خطوط و معانی کے الفاظ آپکے سمجھانے کے لئے تھے۔ لفظی ترجمہ "ہم حکم دیتے ہیں اس بستی کے مالدار لوگوں کو حکم کے بعد بھی وہ نافرمانی کرتے ہیں اس بستی میں" حالانکہ چاہیئے یوں تھا کہ وہ حکم الٰہی جو ہمیشہ نیکیوں کے لئے ہوتا ہے پاکر نیک چلن بنتے مگر وہ اُلٹے اور سرکش ہو گئے جس کا نتیجہ ہلاکت ہوا۔

اعتراض سوم آیت قل اللہ یحییکم ثم یمیتکم ثم یجمعکم الی یوم القیامۃ اور آیت کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتا فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون۔ پیش کر کے نقشہ کھینچتا ہے۔ جلانا۔ مارنا۔ جمع کرنا۔

مردہ ہونا۔ جلانا۔ مارنا۔ جلانا۔ اسکی طرف لوٹنا پھر کہتا ہے۔ کہ پہلی آیت میں تین حالتیں بیان ہوئیں اور دوسری میں پانچ۔ اور یہ اختلاف ہے۔

جواب۔ ناظرین کرام غور کریں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ دونو آیتوں میں کوئی اختلاف نہیں۔ دوسری آیت میں جلانے سے پہلے مردہ ہونا ایک حالت لکھی ہے۔ جو پہلی آیت میں نہیں لکھی گئی۔ اور اسی طرح پہلی آیت میں "مارنا" کے بعد جمع کرنا لکھا ہے۔ اور دوسری آیت میں "مارنا" کے بعد جلانا اور اسکی طرف لوٹنا لکھا ہے۔ اب دوسری آیت میں جلانے سے پہلے مردہ ہونا جو لکھا ہے تو یہ پہلی آیت کے خلاف نہیں کیونکہ زندگی سے پہلے بہر حال ایک حالت ضرور تھی جسے دوسرے الفاظ میں عدم موت کہہ سکتے ہیں۔ اگر پہلے ذکر نہیں فرمایا تو دوسرے مقام پر ظاہر کر دینے سے اختلاف لازم نہیں آجاتا۔ بلکہ ایک چیز کا بالتصریح ذکر کیا ہے۔ جو پہلی آیت سے اشارۃً معلوم ہوتی تھی۔ اور موت کے بعد ایک آیت میں صرف جمع کا ذکر اور دوسری آیت میں جلانے اور اسکی طرف لوٹانے کا ذکر آپس میں مخالف نہیں۔ کیونکہ انسان جمع ہو ہی نہیں سکتے۔ جب تک کہ انہیں دوبارہ زندہ نہ کیا جائے۔ پس پہلی آیت میں جمع کرنا مجمل طور پر ذکر کر دیا تھا۔ اور دوسری میں اسے کھولکر ذکر کر دیا۔ تاکہ آریہ مہاشہ جیسا عقل و فہم رکھنے والا بھی سمجھ جائے۔

ڈاکٹر بشارت احمد کی نظر مہر

الفضل کے ناظرین کے پاس پیغام نہیں پہنچتا اسلئے وہ اندازہ نہیں کر سکتے کہ ہمیں کسقدر گالیاں دیجاتی ہیں آپ ذرا خبر لیر القوم (جو سب سے زیادہ مہذب سمجھے جا سکتے ہیں) کی گلفشانی ملاحظہ فرما دیں۔ جو ہماری کسی تحریر کا جواب نہیں بلکہ از خود نظر مہر ہے

"ایک دیوانہ محمودی بھی کچھ بڑبڑانے لگا۔ اور لیطفئوا نور اللہ بافواھھم کا مصداق بنکر کچھ بکواس کرنے لگا جس کی طرف لوگوں نے التفات بھی نہیں کی اور نہ صرف نفرت کی نگاہوں سے دیکھا بلکہ اس حرکت سے قادیانی پارٹی کی حماقت اور بد تہذیبی اور [illegible] یقین کامل ہو گیا۔" [illegible]

ایک دلچسپ مراسلت

حافظ جمال احمد صاحب نہایت فہیم و ذہین اور علم دوست۔ سنجیدہ مزاج مخلص محب ہیں۔ جب الفضل کے اسسٹنٹ کا سوال درپیش تھا۔ تو میں نے ان کا نام پیش کیا تھا۔ کیونکہ ایڈیٹر کو ان سے بہت کچھ مدد ملنے کی امید تھی۔ مگر خدا نے راولپنڈی کی سرزمین کو ان کے علمی مضامین سے متمتع کرنا تھا اس لئے وہ مبلغ کے طور پر وہاں بھجوائے گئے۔ انکی دو سہ روزہ کارگذاری کے متعلق مفصلہ ذیل مضامین نہایت دلچسپی سے پڑھے جانے کے قابل ہیں۔ کیونکہ ان میں اکثر ایسی باتیں ہیں جو آج کل زیر بحث ہیں اور جن پر کچھ لکھا جانا نہایت ضروری تھا۔

(ایڈیٹر)

کیا نبی کے لئے کتاب لانا ضروری ہے

سوال۔ نبی وہ ہوتا ہے جو کتاب لائے۔ اور ایک نبی دوسرے نبی کا تابع نہیں ہو سکتا ؏

سائل نے ساتویں پارے کی آیت پیش کی۔ جسمیں اٹھارہ نبیوں کا ذکر آتا ہے۔ اور اسکے بعد آتا ہے۔ اولئك الذين اتينهم الكتب والحكم والنبوة۔ اس سے وہ یہ ثابت کرتا ہے کہ تمام نبیوں کو کتاب دیگئی۔ اور نبی کو کتاب کا دیا جانا ضروری ہے۔ چونکہ مرزا صاحب کتاب نہیں دیئے گئے۔ اسواسطے وہ نبی نہیں ؏

مجیب۔ اس آیت سے یہ مطلب نکالنا کئی وجوہ سے غلط ہے (۱) یہ معنے قرآن کریم کی ایک دوسری آیت کے خلاف پڑتے ہیں۔ کیونکہ پارہ ۶ میں لکھا ہے۔ انا انزلنا التورٰىة فيها هدى و نور يحكم بها النبيون۔ ہمنے تورات کو اتارا۔ اور بہت سارے نبی ایسے آئے۔ جو اس کے احکام پر لوگوں کو چلاتے۔ اور اسی کے حکموں کے ماتحت فیصلہ کرتے تھے۔ پس اگر انکو اپنی کوئی کتاب دیجاتی تو ان کو تورات کی متابعت کی کیا ضرورت تھی۔ اور حضرت صاحب نے بھی شہادة القرآن صفحہ ۶۶ میں لکھا ہے۔ چودہ سو برس کے عرصہ میں یعنے حضرت موسٰی سے حضرت مسیح تک ہزارہا نبی اور محدث انمیں پیدا ہوئے۔ جو خادموں کی طرح کمربستہ ہو کر تورات کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے۔ اور بائبل شہادت دے رہی ہے۔ اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے کوئی نیا دین نہیں سکھلاتے تھے۔ صرف تورات کے خادم تھو

دوسری وجہ جو تمہارے معنے کو غلط قرار دیتی ہے یہ ہے کہ اگر تمام نبیوں کو کتابیں دیگئی ہیں۔ تو جسطرح اس آیت میں متعدد نبیوں کا ذکر ہے۔ مقابلہ میں متعدد کتابوں کا بھی ذکر ہونا چاہیئے تھا۔ یعنی اولئك الذين ايتنهم الكتب ہونا چاہیئے تھا۔ مگر خدا نے ایسا نہیں فرمایا۔ جس سے معلوم ہوا کہ سب کو کتابیں نہیں دی گئیں۔ بلکہ بعض کو کتاب اور بعض کو حکم اور نبوة اور یہ معنے ایسے ہیں کہ یحکم بھا النبیون کے خلاف نہیں پڑتے۔ بلکہ عین مطابق ہیں ؏

تیسری وجہ تمہارے معنوں کو غلط قرار دینے والی یہ ہے کہ اگر اتینهم الكتب سے یہ مطلب ہے۔ کہ ہر ایک کو فرداً فرداً کتاب دیگئی جس سے وہ نبی ہوئے تو پھر قرآن کے ۱۷ پارہ میں آتا ہے۔ لقد انزلنا اليكم كتابا۔ کہ ہمنے تمہاری طرف کتاب نازل کی۔ ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ اسکے مخاطب نہیں ہیں۔ لہذا وہ سب لوگ جو اسکے مخاطب ہیں۔ نبی ہوئے کیونکہ انکی طرف کتاب کا نزول ہوا۔ اسی طرح چودہ پارہ میں عام یہود کے متعلق آیا ہے۔ وما انزل اليهم۔ تو وہ بھی سب نبی ہوئے۔ پھر خدا تعالیٰ مسلمانوں کو فرماتا ہے ؏۔ واذكروا نعمة الله عليكم وما انزل عليكم من الكتب والحكمة۔

پس چونکہ تمام مسلمانوں پر کتاب اور حکمہ کا نازل ہونا قرآن سے ثابت ہو گیا۔ لہذا وہ سب کے سب نبی ثابت ہوئے اگر تم اسکی یہ تاویل کرو کہ اس میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ لیکن چونکہ انکی معرفت مسلمانوں کو بھی ملا۔ اس لئے نزول کا لفظ مسلمانوں کی طرف منسوب کیا گیا۔ اور اسی طرح تورات موسٰی پر اتری۔ مگر انکی معرفت یہودیوں نے بھی اسکو پایا۔ اس واسطے انکی طرف بھی نزول کا لفظ منسوب کیا گیا۔ تو میں کہتا ہوں۔ اسی طرح اتينهم الكتب والحكم والنبوة میں بھی جو صاحب کتاب تھو۔ ان کو کتاب دیگئی۔ اور دوسرے انبیاء کو چونکہ انکی معرفت ملی اسواسطے ان کے متعلق بھی اتینہم الکتاب کہا گیا ؏

سائل۔ تمنے جو مثالیں پیش کی ہیں۔ انمیں نزول کا لفظ ہے اور ہم نے جو آیت پیش کی ہے۔ اس میں اتینہم الکتاب آیا ہے کوئی ایسی آیت پیش کرو جس میں اٰتینا کا لفظ ہو اور مراد غیر نبی ہوں ؏

مجیب۔ آپنے اولئك الذين اتينهم الكتب کے علاوہ دو اور آیتیں بھی پیش کی ہیں۔ جنمیں نزول کا لفظ تھا ایک دوسرے پارے کی اور ایک ستائیسویں پارے کی۔ اس واسطے آپکے معنوں کی تردید میں میرا ایسی آیتوں کا پیش کرنا جنمیں نزول کا لفظ ہے صحیح اور درست ہے۔ مگر میں وہ آیت بھی پیش کرتا ہوں جسمیں اٰتینا کا لفظ آیا ہے دیکھو پارہ دوسرا الذين اتينهم الكتب يعرفونه۔ اگر کہو کہ اس آیت میں یہودی مراد نہیں بلکہ ان کے انبیاء مراد ہیں۔ جنکو کتاب دیگئی۔ تو میں کہتا ہوں کہ اسی کے آگے لکھا ہے وان فريقا منهم ليكتمون الحق۔ تو کیا نبی بھی حق کو چھپایا کرتے ہیں ؏

کیا نبی نبی کا تابع نہیں ہو سکتا۔

دوسرا سوال۔ نبی نبی کا تابع نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ وما ارسلنا من رسول الا ليطاع باذن الله۔ کہ نہیں بھیجا ہم نے رسول مگر تاکہ اطاعت کی جائے اسکی مرزا صاحب چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہیں۔ لہذا وہ نبی اور رسول نہیں ہو سکتے ؏

مجیب۔ گورنمنٹ ایک علاقے میں ایک حاکم مقرر کرتی ہے تا رعایا اسکی اطاعت کرے۔ اور جو نہیں کرتا وہ باغی ہے کیا اس سے یہ بھی لازم آجاتا ہے کہ وہ حاکم کسی دوسرے بالا حاکم کا مطیع نہیں۔ مثلاً ایک تحصیلدار اپنے علاقے کا گورنمنٹ کی طرف سے مطاع ہوتا ہے تو کیا وہ ڈپٹی کمشنر کا مطیع نہیں ہوتا۔ اسی طرح آلہی حکومت ایک شخص کو گمراہی کے زمانہ میں نبی بنا کر بھیجتی ہے۔ اس وقت کے لوگوں پر فرض ہوتا ہے کہ اسکی اطاعت کریں۔ اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ وہ کسی اور کا مطیع نہیں ہوتا یہ ایجاد بندہ ہے۔ جو کہ غلط ہے۔ اور واقعات کے

خلاف ہے۔

دوم - یہ معنے قرآن کریم کی دوسری آیات کے خلاف ہیں کیونکہ حضرت ہارون کو حضرت اسی لئے نبی بنایا گیا کہ وہ حضرت موسیٰ کی مدد اور تصدیق کریں۔ اسی لئے ایک موقعہ پر حضرت ہارون کی داڑھی پکڑتے اور ڈانٹتے ہیں۔ اور افعصیت امری کہہ کر ان کو جتاتے ہیں کہ تم تو نبی اسی لئے بنائے گئے ہو کہ میرے کام میں میری مدد کرو۔ تم نے ایسی سستی سے کام لیا کہ قوم بگڑ گئی۔ کیا ایک شخص دوسرے شخص کو جو کہ اس کا ماتحت نہیں۔ اسطرح ڈانٹ سکتا ہے۔ خصوصاً انبیاءؑ جو کہ عدل اور انصاف کو کسی وقت بھی ہاتھ سے نہیں دیتے۔ پھر کوہ طور پر جاتے ہوئے ہارون سے کہتے ہیں۔ اخلفنی فی قومی۔ کہ تو میری قوم میں میرے بعد خلافت کر۔ ظاہر ہے کہ خلیفہ اپنے آقا کے ماتحت ہوتا ہے۔ جو کہ اس کی عدم موجودگی میں اس کے کام کو سرانجام دیتا ہے۔ اسی واسطے حضرت نبی کریم بھی ایک جنگ پر جاتے ہوئے حضرت علی کو اپنا خلیفہ بنا گئے جسطرح حضرت علی آنحضرتؐ کے ماتحت تھے۔ حضرت ہارون بھی حضرت موسیٰ کے ماتحت تھے لیکن حضرت علی اور حضرت ہارون میں جیسا کہ نبی کریم نے فرمایا ہے۔ فرق یہ ہے۔ کہ حضرت ہارون موسیٰ کے بعد خلیفہ بھی تھے اور نبی بھی۔ لیکن حضرت علی نبی کریم کی غیر موجودگی میں صرف خلیفہ تھے نبی نہ تھے۔ پس ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے یہ مفہوم نکالنا کہ نبی نبی کا تابع نہیں ہو سکتا۔ قرآن کریم کی دوسری آیت کے بالکل خلاف ہے۔ لہذا آپ کے معنے غلط ہیں۔ پھر اخلفنی فی قومی میں قومی کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اصل قوم کے نبی حضرت موسےٰ ہیں۔ اور حضرت ہارون انکی تائید میں نبوت کرتے تھے۔

سائل - حضرت مرزا صاحب نے ازالہ اوہام میں ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے یہی معنے کئے ہیں کہ نبی نبی کا متبع نہیں ہو سکتا۔

مجیب - حضرت مرزا صاحب نے براہین حصہ پنجم میں (جو بعد کی کتاب ہے) لکھا ہے کہ نبی کے لئے شریعت کا لانا ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔

سائل تو پھر مرزا صاحب نے جھوٹ بولا۔ ان کا اعتبار ہی کیا رہا۔ کہیں کچھ لکھ دیا اور کہیں کچھ۔

مجیب - مرزا صاحب نے جھوٹ نہیں بولا۔ آپکی سمجھ کا فرق ہے۔ اس کا نام اگر جھوٹ ہے۔ تو اسطرح کا جھوٹ نعوذ باللہ آنحضرتؐ کی طرف بھی آپ کو منسوب کرنا پڑیگا کیونکہ متعہ جو کہ زنا سے کم نہیں صحابہ کو اس کے جواز کا فتوے آنحضرتؐ دیتے ہیں۔ دیکھو مسلم شریف اسکی وجہ یہ ہے کہ انبیاء بڑے محتاط ہوتے ہیں۔ جب تک خدا تعالیٰ کسی امر کو ناجائز قرار نہ دے۔ تب تک چاہے وہ اس فعل کو بُرا ہی کیوں نہ جانیں۔ قوم کے رواج پر چھوڑتے ہیں اور منع نہیں کرتے۔ چونکہ عرب میں متعہ کا رواج تھا۔ اور الٰہی حکم اس کے متعلق کوئی نازل نہیں ہوا تھا آپ اسکو جائز قرار دیتے رہے۔ لیکن جس وقت خدا نے اسکی حرمت بیان کر دی۔ آپ نے علی الاعلان اسکو حرام کر دیا۔ اور دونوں کو ملعون قرار دیا۔ مگر ہم یہ نہیں کہتے کہ پہلے آپ نے نعوذ باللہ جھوٹ بولا۔

سائل - مرزا صاحب کو تو پہلے الہاموں میں نبی کہا جا چکا تھا۔ پھر بھی وہ یہی لکھتے رہے کہ چونکہ نبی نبی کا تابع نہیں ہوتا۔ اور میں آنحضرتؐ کا تابع ہوں۔ اس لئے مجھے استعارہ کے طور پر نبی کہا گیا ہے۔ مگر نبی کریمؐ کا کوئی ایسا الہام نہیں پایا جاتا۔ جسمیں متعہ حرام کیا گیا ہو۔ لیکن پھر بھی آپ نے جائز قرار دیا ہو۔ لیکن مرزا صاحب کو نبی کہا گیا۔ پھر بھی وہ اپنے آپ کو آنحضرتؐ کا متبع ہونے کی وجہ سے دوسرے نبیوں جیسا نہیں سمجھتے

مجیب - حضرت صاحب کو نبی کہا گیا۔ لیکن نبی کے حقیقی معنوں پر آپ کو مطلع نہیں کیا گیا۔ جو معنے علماء میں رائج تھے۔ آپ اپنے آپ کو انہی معنے کی رُو سے مجازی نبی کہتے۔ اور حضرت عیسیٰ کو اپنے اوپر فضیلت دیتے تھے (اور اپنی فضیلت کو ان سے جزوی قرار دیتے) کیونکہ علماء میں یہ معنی رائج تھے۔ کہ نبی وہ ہوتا ہے کہ جو دوسرے نبی کا تابع نہ ہو۔ خدا نے جب تک نبی کے حقیقی معنوں سے آپ کو مطلع نہیں کیا۔ آپ نے اپنی نبوت کے متعلق یہی عقیدہ رکھا۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کی متواتر وحی نے اس راز کو کھول دیا کہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ کوئی کتاب لائے یا کسی صاحب شریعت نبی کا تابع نہ ہو آپ نے پہلے عقیدہ کو ترک کر دیا۔ اور خدا نے انپر کھول دیا کہ آپ تمام شان میں مسیح ناصری سے بڑھ کر ہیں۔ ورنہ آپ ان کا کوئی الہام اس تحریر سے پیشتر کا جسکو آپ اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کر رہے ہیں۔ مجھے بتاویں جسمیں آپ کو نبی کے حقیقی مفہوم پر مطلع کیا گیا ہو۔ اور باوجود اسکے آپ نے اس آیت کے وہی معنے کئے ہوں جو آپ ابے کہتے ہیں جس طرح باوجود اسکے کہ آنحضرتؐ کی متعہ کے متعلق اجازت بھی موجود ہے۔ لیکن ہر مسلمان پر اس کا کرنا ممنوع ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے بعد میں آپ پر ظاہر کر دیا کہ وہ قطعی حرام ہے۔ اسی طرح ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ کے اب بھی وہی معنے لینا جو آپ نے خدا تعالیٰ سے نبی کے حقیقی معنوں پر اطلاع پانے سے پہلے کئے ہیں سخت غلطی ہے ورنہ اس تحریر سے پیشتر کا کوئی الہام بتایا جاوے جسمیں آپکو بتایا گیا ہو کہ نبی کے لئے یہ ضروری نہیں کہ کوئی کتاب لاوے۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ کسی صاحب شریعت نبی کا تابع نہ ہو۔ پھر ہم اپنی غلطی کے قائل ہو جائینگے۔ ورنہ آپ ہٹ دھرم نہ بنئیں۔ اور یہ کہنا کہ براہین احمدیہ حصہ پنجم میں حضرت اقدس نے لغوی نبی کے معنے بیان کئے ہیں نہ کہ اصطلاحی نبی کے۔ غلط ہے۔ کیونکہ لغوی نبی کے لئے یہ کہنا کہ اس کے لئے کتاب لانا ضروری نہیں۔ یہ مطلب رکھتا ہے۔ کہ اگر کوئی بزرگ مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ سے سرفراز ہو۔ اور اسے کتاب بھی دیجائے تو پھر بھی ہو سکتا ہے کہ وہ لغوی نبی ہی رہے۔ کیونکہ حسب زعم آپ کے لغوی نبی کے لئے کتاب دیا جانا ضروری نہیں۔ ہاں اگر ہو تو حرج بھی نہیں۔ فافہم۔

پہلے مجدّد کیوں نبی نہیں!

سائل - حضرت موسیٰ کے بعد حضرت عیسےٰ تک بہت نبی آئے۔ اگر آنحضرتؐ کے بعد نبوت جائز ہوتی تو مرزا صاحب سے پہلے مجدّد بھی نبی ہوتے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب بھی نبی نہیں

مجیب - بیشک اس امت کا حق بھی تھا کہ مسیح موعود کے زمانہ سے پہلے بھی نبی انمیں پیدا ہوتے۔ مگر خدا جو عالم الغیب ہے وہ جانتا تھا کہ اس امت مرحومہ کو دجال کے عظیم الشان فتنے

کا سامنا ہونے والا ہے۔ اور تمام نبیوں کی اُمتیں گمراہی میں پڑکر اسلام پر حملہ آور ہونے والی ہیں۔ اس واسطے مصلحت الٰہی یہی ہوئی۔ کہ اس اُمت مرحومہ کو سارا قرضہ اس عظیم الشان فتنہ کے زمانہ میں یکمشت دیا جاوے۔ چنانچہ واذا الرسل اقتت کے ماتحت خدا تعالیٰ نے جری اللہ فی حلل الانبیاء تمام نبیوں کے قائم مقام ایک نبی مبعوث فرمایا۔ جو یہودیوں کے لئے موسیٰ۔ عیسائیوں کے لئے عیسیٰ اور ہندوؤں کے لئے کرشن اور مسلمانوں کے لئے محمدؐ اور احمدؐ ہے۔

اس عظیم الشان فتنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے مناسب سمجھا کہ اُمت محمدیہ کو موسےٰ کی اُمت کی طرح متفرق طور پر نبی نہ دئے جائیں بلکہ ان کے مقابلہ میں مجدد دئے اور اس فساد کے زمانہ میں نبیوں کا قرضہ یکمشت ادا کر دیا جیسا کہ مختلف نبیوں کی امتوں نے یکمشت اسلام پر حملہ کیا۔ اور یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے ایسا کیا۔

ایک طالب حق غیر احمدی کو تبلیغ

سوال۔ کیا آپ مرزا صاحب کو ایک مجدد ہی مانتے ہیں؟

احمدی۔ ایک شخص لاکھ روپے کا مالک ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسکے پاس سو روپیہ ہے۔ اسی طرح جو شخص نبی ہے ضرور ہے کہ وہ ان کمالات کا بھی وارث ہو جو ایک مجدد میں پائے جاتے ہیں۔ پس ان کو مجدد کہنے سے ان کی نبوت نہیں باطل ہوتی۔ مختلف حیثیتوں کے لحاظ سے مختلف نام ہو جایا کرتے ہیں۔ پس اس لحاظ سے کہ صدی کے سر پر پیدا ہوئے۔ آپ مجدد ہیں۔ اور اس لحاظ سے کہ وہ تمام علامات جو مسیح موعود کی آمد کے لئے حدیث اور قرآن کریم میں مذکور ہیں۔ وہ تمام انکی صداقت کے لئے شاہد بنے۔ اسواسطے وہ نبی ہیں۔ کیونکہ آنے والے مسیح کو آنحضرتؐ نے نبی اللہ فرمایا ہے۔

سر سیدؒ اور مجدد الف ثانیؒ میں مابہ الامتیاز

سائل۔ سر سید کو مجدد کیوں نہ مان لیا جائے۔ انہوں نے بھی بڑا کام کیا۔

جواب۔ کیا سر سید نے مجدد ہونے کا دعویٰ کیا؟

سائل۔ تو کیا یہ بھی ضروری ہے کہ مجدد دعوے بھی کرے کہ میں مجدد ہوں۔

جواب۔ گورنمنٹ ایک شخص کو انسپکٹری کا عہدہ دیتی ہے کیا وہ اپنے عہدے کا زبان سے اظہار نہیں کرتا۔

سائل۔ انکی وردی اسکے عہدے پر دلالت کرتی ہے۔

جواب۔ خدا تعالیٰ اپنے حکام کو نشانات آسمانی کی وردی عطا کرتا ہے۔ سر سید کو کونسے نشانات دئے گئے۔

باقی سر سید کے کام کے متعلق جو آپنے فرمایا ہے کہ بے نظیر کیا ہے۔ مرزا صاحب کے مقابلہ میں انہوں نے خاک بھی نہیں کیا۔

اوّل تو انہوں نے لوگوں کو دنیا کی طرف لگایا۔ جو کہ انسان کو خدا سے غافل کر دینے والی چیز ہے۔ اور انبیاء کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ انبیاء کی تعلیم یہ ہے کہ وہ مخلوق کے ہاتھ میں جڑھ پکڑاتے ہیں یعنی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کراتے ہیں۔ جس سے دنیا ان کی غلام ہو جاتی ہے لیکن دنیا کے پیچھے لگنے سے خدا ہاتھ نہیں آتا۔

لیکن حضرت مرزا صاحب نے برخلاف اسکے دنیا اور اس کے پھندوں سے لوگوں کو چھڑا کر خدائے تعالیٰ سے تعلق پیدا کرایا۔ اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی بیعت لی۔

دوسرا فرق۔ سر سید اور حضرت مرزا صاحب میں یہ ہے کہ جسطرح ایک طالب علم جسکو علم پڑھنے کا سخت شوق ہے اور وہ محنتی ہے۔ اسکو ایک معلّم مل گیا۔ جسنے اسکو تعلیم دی۔ اور ایک حد تک اسکو کامیابی ہوئی۔ لیکن اسکے مقابلہ میں ایک وہ معلّم ہے کہ وہ ایک طالب علم کو (جو کہ علم پڑھنے سے کوسوں دور بھاگتا ہے۔ اور بجائے محنت کرنے کے آنکھ اٹھاکر اُدھر نہیں دیکھتا) علم پڑھا کر ایسا قابل بناتا ہے۔ جسکی کوئی نظیر نہیں۔ پس پہلا معلّم اس دوسرے معلّم کے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے۔

سر سید نے لوگوں کو دنیا کی طرف بلایا جسکے حاصل کرنے کی آگ پہلے ہی سے لوگوں کے دلوں میں بھڑک رہی تھی۔ لیکن مرزا صاحب نے اس کے مقابلہ میں دنیا چھڑا کر دین کیطرف لوگوں کو بلایا۔ باوجود انکی نفرت کے لاکھوں کو اپنے میں جذب کیا۔ سنگسار بھی ہوئے قتل بھی ہوئے طرح طرح کے دکھ بھی قوم کے ہاتھ سے اُٹھائے۔ مگر دین کو دنیا پر مقدم کرکے دکھایا۔ سر سید کے متبعین ہم کونسا آسمان ٹوٹا جس سے سر سید اور اسکے متبعین کی خوبی اور بڑائی سمجھی جائے۔ ہندوؤں جتنا تو پھر بھی وہ روپیہ حاصل نہ کر سکے۔

سائل۔ جنت جانے کے لئے کیا کچھ کرنا ضروری ہے۔

مجیب۔ جو اصول ایمان بتائے گئے ہیں۔ انپر دل سے اعتقاد رکھنا اور اسکے مطابق عمل کرنا۔

حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے سے دین میں کیا نقص آتا ہے!

سائل۔ اچھا ایک شخص اللہ کے رسول کو مانتا ہے نماز پڑھتا ہے۔ روزے رکھتا ہے۔ حج کرتا ہے وہ مرزا صاحب کو نہ ماننے سے کافر کسطرح ہو سکتا ہے؟

مجیب۔ اصول ایمان میں کتب کے ساتھ دوسرا یہ بتایا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لانا فرض ہے۔ اگر کسی ایک کا بھی کوئی انکار کرے۔ جیسے یہودی باوجود دیگر تمام انبیاء کے ماننے کے حضرت عیسیٰ اور محمد رسول اللہ کے نہ ماننے سے کافر کہلاتے ہیں اسی طرح عیسائی تمام نبیوں کے ماننے کے باوجود صرف آنحضرتؐ کے انکار سے کافر ہیں۔ اسی طرح جو شخص تمام انبیاء کو مانتا ہے مگر اس موعود نبی کا انکار کرتا ہے۔ جسکی پیشینگوئی قرآن اور حدیث میں رسول اور نبی اللہ کرکے آئی ہے وہ بھی پہلے نبیوں کے منکروں میں شامل ہے۔

ایک غیر مبایع سے گفتگو

منشی احمد الدین سٹیشن ماسٹر سے حافظ صاحب کی مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی:۔

غیر مبایع۔ حضرت نے دعوے نبوت نہیں کیا۔

احمدی:۔ میں نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ دکھایا۔

غیر مبایع۔ اس عبارت میں دو فقرے قابل غور ہیں ایک "وہ نبی کہلاتا ہے" اور دوسرا "نبی کے نام سے موسوم کیا جائیگا" پس نبی ہونا اور بات ہے اور نبی کہلانا اور بات ہے اسیطرح نام سے موسوم ہونا اور بات ہے اور حقیقت میں نبی ہونا اور بات ہے۔ پس مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ حقیقت میں نبی نہیں ہوں صرف اعزازی طور پر گویا مجھ

نبی کہا گیا ہے ۔

احمدی - حضرت صاحب الوصیت میں فرماتے ہیں -
" اور کھلے طور پر امور غیبیہ پر مشتمل ہو تو وہی دوسرے لفظوں میں نبوت کے نام سے موسوم ہوتا ہے جس پر سب نبیوں کا اتفاق ہے ۔ " تو معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء بھی نبوت کے نام سے ہی موسوم تھے ۔ اس لئے حقیقت میں وہ بھی نبی نہ تھے ۔ اور پھر ایک غلطی کے ازالے میں فرماتے ہیں " وہ سمجھا ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں جن کی رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے ۔ "
معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء بھی حقیقت میں نبی نہ تھے اعزازی طور پر وہ بھی نبی کہلاتے تھے ۔

غیر مبائع - نبی وہ ہوتا ہے جو دوسرے کا تابع نہ ہو ۔

احمدی - قرآن کریم میں حضرت موسیٰ کا ذکر آتا ہے کہ بحرین میں ایک شخص کو ملنے گئے ۔ جب اُس سے ملے کہتے ہیں ھل اتبعک علیٰ ان تعلمن مما علمت رشدا ۔ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں آپکی تابعداری کروں ۔ خدا نے جو آپ کو علم دیا ہے ۔ آپ مجھے بھی سکھلائیں ۔
جواباً وہ شخص کہتا ہے اے موسیٰ تو میرے ساتھ صبر کی طاقت نہیں رکھتا ۔ اور کیونکر تو ان باتوں پر صبر کر سکتا ہے ۔ جن کا تجھے کچھ علم اور خبر نہیں ۔ حضرت موسیٰ جواب دیتے ہیں نہیں حضور آپ مجھے خدا نے چاہا تو صابر پائینگے ۔ اور میں آپکے ارشاد کی ہرگز نافرمانی نہیں کرونگا ۔ آگے سے پھر وہ شخص جواب دیتا ہے اگر تو سچے دل سے میری اتباع اور اطاعت کا جوا اپنی گردن پر لیتا ہے تو مجھ سے کسی بات کا سوال نہ کریو ۔ جب تک میں خود نہ بیان کروں ۔
اب میرا سوال ہے کہ اگر کوئی نبی دوسرے کا تابع نہیں ہو سکتا ۔ اور یہ خدا کے قانون اور نبیوں کی شان کے خلاف ہے ۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ شخص تو حضرت موسیٰ کو اپنا متبع بناتا نہیں ۔ اور یہ بڑی منت سماجت سے اسکے آگے درخواست کرتے ہیں ۔ اور اقرار کرتے ہیں کہ میں حضور کی نافرمانی نہیں کروں گا ۔ پس وہ شخص جسکو حضرت موسیٰ اپنا مطاع بناتے ہیں ۔ دو حالتوں سے خالی نہیں یا تو وہ نبی ہے یا غیر نبی ۔ اگر وہ نبی نہیں تو جس صورت میں ایک نبی کو غیر نبی کی اتباع جائز ہے ۔ تو کیا وجہ ہے کہ ایک نبی کو دوسرے نبی کی اتباع جائز نہ ہو اور اگر وہ نبی تھا تو پھر بھی ہمارا مطلب ثابت ہو گیا ۔ کہ نبی نبی کا تابع ہو سکتا ہے ۔ اگر وہ شخص خود حضرت موسیٰ کو ھذا فراق بینی و بینک کہکر الگ نہ کرتے تو حضرت موسیٰ تو انکی اتباع اپنے لئے فخر سمجھتے تھے مگر بیچارے ایک دو دفعہ غلطی کر بیٹھے جسکی وجہ سے شکستہ دل ہو کر انکے حکم کی تعمیل کی ۔ اور واپس ہو گئے ۔

دوسرا جواب - پھر حدیث شریف میں آتا ہے ۔ لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی ۔ اگر نبی ایک نبی کے تابع نہیں ہو سکتا تو کیا نعوذ باللہ آنحضرت نے یونہی غلط کہدیا ۔ پس آپ لوگوں کو ہم جھوٹا کہہ سکتے ہیں ۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹ ہم منسوب نہیں کر سکتے ۔ کیونکہ آپ صادق المصدوق تھے ۔

غیر مبائع - قرآن میں قل ان کان للرحمٰن ولد فانا اول العابدین ۔ تو کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ خدا کا بیٹا بھی ہے ۔

احمدی - آپ میری بات کو ہی نہیں سمجھے ۔ بیٹے ہونے نہ ہونے کا تو سوال ہی نہیں ۔ سوال تو یہ ہے کہ ایک نبی کو دوسرے نبی کی اتباع جائز ہے یا نہیں ۔ پس جسطرح آنحضرت صلعم کی وہ حدیث سچی ہے ۔ اسی طرح خدا تعالےٰ کا قول بھی درست اور صحیح ہے ۔ اگر خدا کا بیٹا ہوتا ۔ تو ضرور اسکی اتباع فرض ہوتی ۔ بیٹا تو ثابت نہیں ہوتا ۔ لیکن اتباع کا جواز تو نکل آیا ۔ اگر اتباع جائز نہ ہوتی تو پھر آیت یوں ہوتی " اگر رحمٰن کا بیٹا ہوتا تو میں اسکی تو ہرگز عبادت نہ کرتا ۔ اسی طرح موسیٰ و عیسیٰ آئیں یا نہ آئیں بہر حال یہ ثابت ہو گیا کہ ایک نبی دوسرے نبی کا متبع ہو سکتا ہے ۔

غیر مبائع - مرزا صاحب اور مجددوں کی طرح ایک مجدد تھے ۔ انکو ذرا خصوصیت دیگئی ۔

احمدی - اِسطرح تو پھر قرآن مجید میں آتا ہے ۔ قُل انما انا بشر مثلکم ۔ آنحضرت ہماری طرح کے ایک انسان تھے ۔ ہم سے کسیقدر انکو خصوصیت دیدی گئی نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی نبوت بھی باطل ہو گی ۔

غیر مبائع - یہ آیت تم نے آگے کیوں نہیں پڑھی آگے صاف لکھا ہے ۔ یوحیٰ الیّ ۔

احمدی - تو پھر میری ہی بات ثابت ہوئی کہ نبی کے لئے صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہی کی شرط ہے ۔ اور یہی ایک نبی اور غیر نبی میں ما بہ الامتیاز ہے ۔ کتاب وغیرہ کی جو شرطیں تم لگاتے ہو غلط ہیں ۔

غیر مبائع - یہاں پر کثرت کا کوئی لفظ نہیں یہ اپنے پاس سے تم نے لگا لیا ہے ۔

احمدی - دوسری جگہ جب آگیا ہے کہ نبی پر جو وحی ہوتی ہے وہ کثرت سے ہوتی ہے ۔ پس اگر آنحضرت نبیوں میں سے ہیں تو ضرور ہے کہ آپ پر کثرت سے وحی نازل ہوئی ہو ورنہ بار ثبوت آپکی گردن پر ہے ۔

غیر مبائع - خاتم النبیین کے بعد نبی ہرگز نہیں ہو سکتا ۔

احمدی - من یطع اللہ والرسول والی آیت پر غور کرو اگر شمولیت کے معنے نہیں لوگے تو ساری آیت غلط ہو جائیگی ۔

غیر مبائع - یہاں پر نبیوں میں شامل ہونا مراد نہیں بلکہ قبول میں شامل ہونا مراد ہے کیونکہ دوسری جگہ آتا ہے ۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولئک ھم الصدیقون والشہداء یہاں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ شامل ہونے کے لئے صرف صدیق اور شہداء کا درجہ ہے نبیوں کا ذکر خدا نے ترک کر دیا ۔

احمدی - آپ اس آیت کو سمجھے ہی نہیں چونکہ یہاں منافقین کا ذکر ہے اور انکو ترغیب دیجاتی ہے کہ وہ آنحضرت اور قرآن کریم کو بھی دل سے مانیں اور یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے تمام رسولوں کو مانتے ہیں حالانکہ جن رسولوں کے ماننے کا وہ دعوےٰ کرتے ہیں انکے متبع تو شہید اور صدیق بنجاتے ہیں اور شہید فوراً خدا کے رسول کو مان لیتے ہیں ۔ چونکہ آنحضرت کے سوا کسی نبی کو یہ مرتبہ نہیں دیا گیا کہ انکی اتباع سے کوئی نبوت کا درجہ حاصل کر سکے اسواسطے یہاں پر نبیوں کا لفظ نہیں لایا گیا اور اس کا ثبوت کہ یہاں پر نبی کریم دیگر رسولوں سے مستثنیٰ ہیں یہ بھی ہے کہ آگے چلکر خدا تعالیٰ فرماتا ہے ۔
یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ واٰمنوا برسولہ یؤتکم کفلین من رحمتہ ۔ کہ اے وہ لوگو ! جو باقی رسولوں کو ماننے کا دعویٰ کرتے ہو ۔ اللہ کا تقویٰ کرو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانو تا تم کو پہلے رسولوں کے ماننے کا بھی اجر ملے اور آنحضرت کے ماننے کا بھی اس ایک کا ماننا پہلے تمام نبیوں کے ماننے کے برابر ہے اسواسطے تم کو اجر بھی دوہرا ملیگا ۔
ایک بات درمیان میں کرنی بھول گیا وہ درج ذیل کر دیتا ہوں ۔

احمدی - خدا تعالیٰ فرماتا ہے منہم من کلم اللہ ورفع بعضہم درجٰت ۔ کہ بعض کو خدا نے شریعت دی اور بعض کو صرف شرف مکالمہ بخشا ۔

غیر مبائع - اسکے معنے ابھی میری سمجھ میں ٹھیک نہیں آئے ۔ میں دریافت کرکے بتاؤں گا ۔

غیر مبائع - ہر نبی اپنی کتاب لایا چونکہ مرزا صاحب نہیں لائے ۔ اسواسطے نبی نہیں ۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبہ جمعہ

جو سیدنا فضل عمر امیر اولوالعزم نے ۲۸ اپریل کو فرمایا

فَرِحَ الۡمُخَلَّفُوۡنَ بِمَقۡعَدِہِمۡ خِلٰفَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ وَ کَرِہُوۡۤا اَنۡ یُّجَاہِدُوۡا بِاَمۡوَالِہِمۡ وَ اَنۡفُسِہِمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَ قَالُوۡا لَا تَنۡفِرُوۡا فِی الۡحَرِّ ؕ قُلۡ نَارُ جَہَنَّمَ اَشَدُّ حَرًّا ؕ لَوۡ کَانُوۡا یَفۡقَہُوۡنَ ۝ فَلۡیَضۡحَکُوۡا قَلِیۡلًا وَّ لۡیَبۡکُوۡا کَثِیۡرًا ۚ جَزَآءًۢ بِمَا کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۝

جس کیلئے انعامات بہت ہیں اس کیلئے ابتلاء بھی بہت ہیں

انسان کو خدا تعالیٰ نے سب سے بڑے انعامات کا وارث بنایا ہے اور اسکی ترقیات کے لئے بڑے بڑے وسیع راستے کھولے ہیں حتی کہ انسان ان راستوں کو محدود نہیں کر سکتا جو طریق یا راستے مدارج کے حصول کے لئے مقرر کئے گئے ہیں چہ جائیکہ ان مدارج کو محدود کر سکے۔ دنیا کے مختلف پیشے اور علوم بھی انسان اگر گننے لگ جائے تو وہ بھی ایسی کثرت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ ان کا گننا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ ہر سورج انسان کے لئے نئے علوم اور ترقیات لاتا ہے پس جب اسقدر انعامات انسان کے لئے مقرر ہیں۔ تو ضرور تھا کہ اس کیلئے ابتلاء اور مشقتیں بھی مقرر کی جاتیں۔ انعامات کا وارث وہی ہوا کرتا ہے جو اپنے آپکو ان انعامات کا مستحق ثابت کرے۔ انعام محنت کے بدلے میں اور کسی استحقاق یا کسی خاص حالت کی وجہ سے ملتے ہیں ورنہ ایک جیسے انسانوں کو انعامات نہیں ملا کرتے پانچ سات آدمیوں میں انعام لینے والا وہی ہو گا۔ جو اپنے اندر کوئی خاص امتیاز رکھتا ہو گا پس جہاں ایسے وسیع انعامات مقرر ہوئے ہیں وہاں ابتلا بھی مقرر ہیں جسطرح انسان ان انعامات کو جو اس کے لئے مقرر ہیں گن نہیں سکتا اسی طرح انسان ان ابتلاؤں کو بھی جو اسے پیش آنیوالے ہیں گن نہیں سکتا جنہیں پڑ کر انسان ان انعامات کا جو اسکے لئے مقرر ہیں وارث ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے جسقدر انعامات غیر محدود ہیں۔ اسی قدر خدا کے ابتلا بھی غیر محدود ہیں۔ اگر صداقت کے رد کرنیوالے اور خدا تعالیٰ کی درگاہ سے دور ہو جانیوالے لوگوں کو پوچھو۔ کہ کیوں تم نے یوں کیا۔ تو ہر شخص اپنے لئے جدا جدا عذر بتائیگا۔ جو وجہ ایک کی ہوگی وہ دوسرے کی نہیں ہوگی۔ ایک کے لئے روک اور ہوگی۔ دوسرے کے لئے اور۔ تیسرے کے لئے اور۔ چوتھے کے لئے اور پانچویں کے لئے اور۔ انہیں سے ہر ایک شخص جو اس صداقت کو نہیں مانتا۔ وہ اپنے لئے مختلف وجہیں رکھتا ہے ؏

ابتلا اگر دیکھو تو طریق سے آتے ہیں۔

غرضیکہ ہر ایک کے لئے جدا جدا ابتلا ہیں۔ یہ آزمائشیں دو درجوں میں منقسم ہیں۔ ایک آزمائشیں انعام کی ہوتی ہیں۔ دوسری عذاب کی ہوتی ہیں یا تو ایسی آزمائشیں ہوتی ہیں کہ وہ انعامات کا رنگ رکھتی ہیں یا کوئی بڑا ہو جاتا ہے دولت ملجاتی ہے اسکے لئے اسکی دولت ابتلاء ہو جاتی ہے کہ وہ خیال کرتا ہے کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ میں ایک مفلس نادار آدمی کو جسکی کچھ بھی لوگوں میں حیثیت نہیں مان لوں۔ اور اس کا فرمانبردار بنجاؤں۔ عہدہ دار خیال کرتا ہے کہ یہ کسطرح ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے ماتحت کی بیعت کریں۔ اسی طرح کسی کے لئے اس کا آرام اور آرایش سامان ابتلاء ہو جاتا ہے۔ جسنے ایسے آرام سے زندگی بسر کی ہے ایسی آسائشوں اور نعمتوں میں پرورش پائی ہے۔ اب اگر دین پر چلینگے۔ اور کسی کے ماتحت ہونگے تو یہ آرام اور آسائش نہیں رہیگی اسیطرح آرام اور آسائش بعض لوگوں کیلئے ابتلاء کا موجب بنجاتی ہے۔ ایک طالب علم ایک سال وظیفہ لیتا ہے تو دوسرے سال کے لئے بھی اس کے دل میں شوق پیدا ہو جاتا ہے کہ اس سال بھی وہ وظیفہ لے تو بجائے اسکے کہ یہ لوگ اس مال اس دولت اس بزرگی اور برتری اور اس عیش و تنعم کے سامان سے فائدہ اٹھائیں اور یہ خیال کریں کہ وہ خدا جس نے بغیر کسی قسم کی محنت کے بغیر کسی قسم کی مشقت کے اسقدر انعامات ہم پر کئے ہیں اگر ہم اسکی اطاعت اور فرمانبرداری کرینگے تو کسقدر انعامات حاصل ہونگے۔ ان لوگوں نے اسی قدر پر قناعت کر لی ہے ؏

دوسری قسم کے وہ لوگ ہیں کہ ان کے لئے آزمائشیں مصائب کے رنگ میں ہوتی ہیں وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہمیں آگے کونسا سکھ ملا ہے ہم آگے کس آرام میں ہیں کہ ہم اسکو ماننے کر وہ پالینگے۔ کوئی خدا کیطرف سے آیا ہو تو ہمیں اسکے ماننے سے کیا۔ ہم آگے ہی دکھوں اور مصیبتوں میں ہیں اسکو مان کر اور دکھوں اور مصیبتوں میں پڑ جائینگے۔ پس اگر ایک طرف انعامات کے ذریعے سے آزمائشیں ہوتی ہیں تو دوسری طرف مصائب اور مشکلات کے ذریعے سے بھی لوگ آزمائے جاتے ہیں۔

بغیر دکھ اٹھانے کے کوئی انعام نہیں ملسکتا

پھر آگے ان دونوں قسموں کی ہزاروں قسمیں ہیں لیکن اگر انسان ذرا غور کرے تو اسے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ اسکے لئے محنت نہ کیجائے۔ تو پھر انسان کیلئے اللہ کی راہ میں یہ محنتیں اور مشقتیں کوئی چیز نہیں۔ وہ فوائد جن کے لئے انسان کو امید ہوتی ہے کہ یہ ہمیں مل جائینگے۔ ان کیلئے انسان کسقدر محنت کرتا ہے اور رات دن لگا رہتا ہے کس لئے کہ اس محنت میں۔ ایک فائدہ دیکھتا ہے۔ اور اسے یقین ہوتا ہے کہ وہ اسی جلد ملنے والا ہے بہت سے لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ انہیں یہ فائدہ حاصل ہے مگر دراصل وہ انہیں حاصل نہیں۔ پس اگر انہیں یقین ہو جائے کہ جو کچھ اللہ کا رسول لایا ہے اگر ہم اسکو مان لینگے تو اللہ تعالیٰ کے انعامات کے مستحق ہو جائینگے تو پھر ان مصائب کے اس رسول سے رہ جانے کی وجہ نہ بتاتے بلکہ فوراً اسکو مان لیتے ؏

دینی پابندی کی مشقت ابدی اکرام دینے والی ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ جس بات کو یہ لوگ رد کرتے ہیں اسکے ماننے میں بڑے بڑے انعامات ہیں اور اسکے نہ ماننے میں بڑی بڑی تکلیفیں مشقتیں اور عذاب۔ وہ قوم جو مصائب کو دیکھ کر کسی فائدے کو چھوڑ دیتی ہے ہمیشہ آگے قدم مارنے کے پیچھے رہتی ہے۔ ایک انسان کو اگر ایک راستہ پر گذرنے سے کپڑوں اور مال کے لوٹے جانے کا خطرہ ہو اور دوسرے راستے پر گذرنے سے جان جانے کا خطرہ تو وہ یہ خیال کرکے کہ جان بچی لاکھوں پائے۔ اس راستہ کو ترک کر دیگا جسمیں اسکی جان جانے کا خطرہ ہے۔ اور اس راستہ کو اختیار کریگا کہ جسمیں اسکے مال کا اندیشہ ہو۔ پس اسی طرح جسے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے اور اسکی بھیجی ہوئی صداقتوں کا انکار کرکے جو عذاب ملنے والا ہے وہ ان مشقتوں اور تکلیفوں سے بہت بڑھ کر ہے جو ایک صداقت اور اسکے لانیوالے کو ماننے پر پڑنے والی ہیں تو پھر انسان ان صداقتوں کا انکار نہیں کر سکتا۔ اور ان مصیبتوں اور مشقتوں سے نہیں گھبراتا ؏

احمدی جماعت ابتلاؤں سے گھبرائے نہیں

جو لوگ صداقتوں کے منکر ہوں وہ مجبور ہیں لیکن جو جماعت صداقت قبول کر چکی ہے۔ اور اس پر ایک دو ایک

کیطرح یہ روشن ہو گیا ہے۔ ایسی جماعت کے پیچھے ہٹنے پر از حد افسوس ہے۔ ہماری جماعت کے لئے بھی یہ ایک امتحان کا موقعہ ہے اسکو بھی اللہ تعالیٰ کیطرف سے ایک حکم ملا اور وہ ایسے برگزیدہ انسان کے ذریعہ آیا جسکی نوحؑ سے لیکر نبی کریمؐ تک کے پیغمبروں نے خبر دی تھی۔ اور نبی کریمؐ کے بعد کے اولیاء اور خدا کے برگزیدہ انسان اس کے متعلق بیان کرتے چلے آئے تھے بلکہ اسکو دیکھنے کے مشتاق تھے۔ اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے وعدے کئے تھے پھر اسکے ساتھ وعدہ تھا کہ جو میرے احکام کی فرمانبرداری کرینگے وہ میرے انعامات کے وارث ہونگے۔ کیا ہماری جماعت نے اِسبات پر غور کیا کہ کیا وہ وہ مشقتیں جو ان انعامات کے لئے ضروری ہیں برداشت کر چکی ہے مجھے افسوس آتا ہے۔ جب کہتے ہیں کہ گاؤں والے دکھ دیتے ہیں۔ کیا ایسا انسان خدا تعالیٰ کے انعام کا وارث ہو سکتا ہے ⁂

ایمان کے سامنے یہ مصیبتیں ہیچ ہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان انسان کو کیا دُکھ دیسکتا ہے۔ فرعون بڑا مشہور اور چالاک بادشاہ تھا اس نے حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لئے کچھ آدمی منتخب کیئے۔ انکی یہ حالت تھی کہ فرعون اُنکو اپنا مصاحب اور درباری بنانے کا وعدہ کرتا ہے اور انکی یہی خواہش ہوتی ہے کہ ہمیں کچھ مِلجائے۔ اُنکے علم کی کمزوری انکی جہالت کی وجہ سے بادشاہ کے درباریوں میں شامل ہو جانا کوئی چیز نہیں۔ دو چار روپے ملجائیں ایسی جہالت میں پڑے ہوئے لوگوں کے سینے خدا کے پیغام کے لئے کھل جاتے ہیں وہی فرعون جس سے پیسے مانگتے تھے وہ اب ڈراتا ہے دھمکاتا ہے میں تمہارے ہاتھ پاؤں کاٹ دونگا۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر ہوا کیا اس کا نتیجہ موت ہی ہوگا نہ کچھ اور۔ ہم خدا کے پاس ہی جائینگے کیا خوب وہ جواب دیتے ہیں کہ تم اگر ہمیں مار دوگے تو ہمیں تو جنت مل جائیگا جس موت سے تم ہمیں ڈراتے ہو وہ تو ہمارے لیے جنت کا دروازہ کھولتی ہے انسان کا عذاب کچھ عذاب نہیں ہوتا جس انسان سے انسان ڈرتا ہے۔ ڈرنیوالے کو کیا معلوم کہ اسکی کسوقت جان نکل جائیگی ⁂

خدا مہربان ہو تو دشمن کیا کر سکتا ہے

ایک خدا کے بزرگ تھے۔ بادشاہ دہلی نے کہا کہ ہم سفر سے واپس آکر تمہیں مروا ڈالینگے۔ وہ سفر سے جب واپس آنے کے قریب ہوا۔ تو بزرگ کے شاگردوں نے انہیں کہنا شروع کیا کہ اب بادشاہ آتے ہیں کوئی انتظام کرنا چاہیئے انہوں نے کہا ہنوز دہلی دور است۔ پھر جب بادشاہ وہاں سے چل پڑا پھر مریدوں نے کہا کہ حضور اب تو بادشاہ وہاں سے روانہ ہو چکا ہے کوئی انتظام ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا ہنوز دلی دُور است۔ پھر انہوں نے جب بادشاہ دو چار منزل آگیا۔ عرض کیا حضور کہ اب تو وہ چار منزل پر آپہنچا کہنے لگے۔ ہنوز دلی دور است۔ جب ایک منزل پر پہنچا تو لوگوں نے کہا حضور! اب تو ایک منزل پر پہنچ چکا۔ حضور کوئی انتظام فرمائیں مطلب یہ کہ اُمراء وغیرہ سے کہہ کر معافی مانگ لیں انہوں نے پھر اپنے پہلے جواب کو ہی دُہرایا ہنوز دلی دُور است۔ خدا تعالیٰ نے بادشاہ کو ایسے عذاب میں گرفتار کیا کہ دلی میں داخل ہونے سے پہلے بیمار ہوا اور ان کے دریافت حال سے پہلے پہلے مرگیا۔ جو انسان خدا کے حضور میں اپنا معاملہ ڈالدیتا ہے اسکو انسان بیچارا کیا دکھ دیسکتا ہے ⁂

مؤمن کے لئے ابتلاء انعام لانیوالے ہوتے ہیں

اور اگر منشاء الٰہی یہی ہو کہ اُسے کچھ مشقتیں اور تکلیفیں اُٹھانی پڑیں تو ان سے گھبرانے کی کوئی وجہ نہیں وہ تو بڑی بڑی رحمتوں اور انعامات کا سرچشمہ ہیں ایک انسان جان بچانے کے لئے بھاگتا ہے۔ اور اس بھاگنے میں اسے بڑی تکلیف اٹھانی پڑتی ہے پسینہ آجاتا ہے۔ ٹھوکریں کھاتا ہے۔ بھوک پیاس برداشت کرتا ہے ایک مکان میں آگ لگجائے تو اس وقت یہ کھڑکی سے کود پڑتا ہے جان کو خطرے میں ڈالدیتا ہے آگ سے بچنے کے لئے کودتا اسے دو بھر معلوم نہیں ہوتا جہاں انعام ہو اسکے لئے مشقت برداشت کرنا کوئی مشکل نہیں پس جو خدا تعالیٰ کے انعامات کا وارث بننا چاہتا ہے تو اُسے کسی کے دکھ دینے کا کیا فکر ہے چھوٹے سے چھوٹا عذاب مومن کے لئے موت ہے۔ اگر دشمن اُسے جانی یا مالی تکلیف دیتے ہیں تو موت تک دیتے ہیں۔ لیکن موت کے بعد پھر تو کوئی عذاب نہیں ⁂

صحابہ کی ترقی کا راز

صحابہ موت کو معمولی بات سمجھتے تھے اور یہی انکی ترقی کا راز تھا۔ ایک دفعہ ایک شخص کافروں میں سے نکلا اور اس نے بہت سارے مسلمانوں کو شہید کیا۔ حضرت ضرار جو مسلمانوں میں بہت بہادر تھے اور جن کا تاریخ میں بہت ذکر آتا ہے اسکے مقابلے کے لئے نکلے اور تھوڑی دیر کے بعد اسکے سامنے سے بھاگے۔ مسلمانوں میں بھاگنا ہوتا ہی نہیں تھا۔ سب مسلمان حیران کھڑے تھے کہ انہیں یہ کیا ہو گیا چنانچہ وہ اپنے خیمے میں گئے۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد واپس آئے باقی فوج کے آدمیوں نے کہا آپ نے یہ کیسی بزدلی دکھائی اور اسلام کے برخلاف کام کیا کہ آپ ایک کافر کے سامنے سے بھاگے۔ آپ نے کہا کہ میں اسلئے نہیں بھاگا تھا کہ مجھے جان کا خوف تھا بلکہ جب میں اس کافر کے مقابلہ کو نکلا تو میرے جسم پر زرہ تھی۔ مجھے خیال ہوا کہ یہ زرہ موت کے خوف سے ہے۔ اگر موت اس زرہ کے پہننے کے باوجود بھی آجائے تو اچھی بات نہیں۔ کیا خدا کو میں جاکر یہ کہونگا کہ الٰہی میں تیری ملاقات کا مشتاق نہ تھا جو میں نے ایک کافر کے مقابلہ میں زرہ پہن لی تھی اسلئے میں بھاگا کہ میں جلد جاکر زرہ اُتار دوں اور پھر اس کافر کا مقابلہ کروں تا اگر مارا جاؤں تو خدا کے حضور کہہ سکوں میں آپکی ملاقات کا مشتاق تھا اسی طرح حضرت خالدؓ موت کے وقت رونے لگے کسی نے کہا کہ آپ کیوں روتے ہیں فرمایا میں موت سے نہیں روتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ میں ہمیشہ جنگ میں اس تمنا سے شامل ہوتا رہا کہ اگر یہاں مارا جاؤں تو شہادت کا رتبہ پاؤں لیکن افسوس کہ آج میں بستر پر جان دے رہا ہوں الغرض مومن کے لئے موت سب سے چھوٹی تکلیف ہے جسکو لوگ سب سے بڑا سمجھتے ہیں۔ موت تو اس پردے کے چاک کرنے کا نام ہے جو بندے اور خدا کے درمیان ہوتا ہے پس جب بڑی مشقت سب سے چھوٹی نکلی تو اور عذاب اور مشقتیں کیا چیز ہیں جس سے وہ مایوس ہو جائیں ⁂

مومن اور کافر کے ابتلاء میں فرق

ذلیل کرنیوالے عذاب مومن پر نہیں آتے اور جو دکھ اُسے پہنچائے جاتے ہیں وہ اسکے لئے کوئی تکلیف کا باعث نہیں ہوتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالدیا وہ انکے لیئے گلزار ہو گئی اور جلانہ سکی خیر وہ تو خدا کے نبی تھے اور سلسلہ کے آخری پیغمبر تھے۔ جو کبھی قتل نہیں ہوتا لیکن اگر کوئی اور خدا کا پیارا ہوتا اور وہ اس آگ میں جل بھی جاتا تو اسکے لئے وہ جل جانا بھی گلزار تھا۔ کافر کو جو عذاب آتے ہیں وہ مایوس کرنیوالے ہوتے ہیں لیکن مومن کو کوئی ایسا عذاب نہیں آتا جو مایوس کر دینے والا ہو ⁂

احمدیو! صداقت کے ساتھ ابتلاء ضروری ہیں!

ہماری جماعت کے لئے یہ بڑی قابل غور بات ہے کہ کن مصائب سے ڈر کر وہ اللہ تعالیٰ کے احکام میں کوتاہی کرتے ہیں کیا کوئی قوم ایسی گذری ہے جس نے بغیر مشقتیں اور تکلیفیں اٹھانے کے کوئی انعام حاصل کیا ہو اگر ہوتی تو وہ نبی کریمؐ کی ہی جماعت ہوتی آپ سے بڑھ کر کوئی انسان نہیں گذرا آپ سے بڑھ کر کوئی خدا کا پیارا نہیں گذرا

... کی محنت اور مشقت اختیار کر کے ہم اس کو پانے کے قابل ہوں ⁂ (امین یارب العلمین)